ڈاکٹر ا. ار عبدالسلام
ایسوی ا$,پ وفیسر
گورنمنٹ کالج سول لائن، ملتان

امیر مینائی کی ا یـ غیر مطبوعہ فرہنگ: حمائل* رتخ

Composing of Chronogram (TareekhGoi) is a scientific skill based on numerical value, which has been determined by its masters as an art. Like a true historian, its aim is to give a true picture of the incident, past and present, through an alphabet, a word, a sentence, a Quranic verse, a Hadith or still a single line. The value of numbers has been in vogue in the East and West through ages.The practice of using letters for numbers, is the basis of Abjad (also called Jumal) used in composing chronograms.

A lot of chronogramic verses were composed in the 18th century. The climax of this art was seen in 19th century in the Subcontinent especially in the northern and Southern India.It was so popular that almost every poet at that time was not only well-versed in it but also composed it in Persian, Arabic, and Urdu languages to prove his poetic excellence.The poets who were proficient in poetry but weak in composing chronograms, their ability in this particular skill was taken doubtful.

The climax of this art goes to the glossaries edited by the poets (Tarekh go shoara)in the 19th century. Many glossaries were published after the Battle of Fredom 1857 in the subcontinent. These glossaries proved very beneficial to the poets (Tareekh go shoara) of 19th century. With the help of these glossaries, experts as well as the poets composed chronograms.These glossaries were published almost during the second half of the 19th century.These glossaries are more than a dozen.A number of glossaries could even not be published, Hamail.e.Tarekh is one of them.The writer of this Glossary was a famous Urdu poet AmeerMeenaiee. This article is an elaborative study of the glossary (Hamail-e-Tareekh) of the words edited by AmeerMeenaee with annotations.

کسی واقعہ کے* ر [وقوع کو الفاظ میں اس طرح بیان کر* کہ ان الفاظ کے حروف کے متعینہ اعداد سے مطلوبہ واقعہ کا سال وقوع ظاہر ہو، اصطلاحاً اسے* رتخ کہتے ہیں اور یہ عمل* رتخ گوئی کہلا* ہے۔ یہ ا یـ ایسا فن ہے جس میں حروف اعداد کی قیمت متعین کرتے ہیں اوراس فن کا ماہر حروف* الفاظ کی مدد سے لمحاتِ ا ,یـ ان کو اس # از میں نقشِ دوام » کر*

ہے کہ وہ ا یـ سالِ مطلوب ہی نہیں رہتا بلکہ ا یـ گہری تہذR معنوی$ کا حامل بھی بن جا* ہے۔ممکن ہے آج اس فن کو فعل عبث اور وقت کا ضیاع سمجھا جا* ہو لیکن ا یـ وقت وہ بھی تھا . # ا یـ اچھے* ریخ گو کو.ڑی قدر و منز ـ حاصل ہوتی تھی اور معاشرے میں اسے عزت کی نگاہ سے دیکھا جا* تھا۔کہنہ مشق اور استاد شاعر کے لیے اس فن سے کما حقہ واقفیت ضروری سمجھی جاتی تھی۔

اس فن میں مہارت حاصل کرنے کے لیے فطری ذہا$ ،: ادادصلا A ،ذہن رسا، علم *ضی میں خاطر خواہ قابلیت، مسلسل مشق اور ش . وروز کا *ض درکار ہو* تھا* ریخ گوئی کسی بھی شخص کی استادی، طباعی، ذہا$ ،علم و فضل اور کاوش فکر کا ایسا امتحان ہو* تھا جس میں کامیابی کا سہرا کسی کسی کے سر ہو* تھا۔یہی وجہ ہے کہ اس بحر بیکراں میں ماہر پیراک حوصلہ ہارتے اور اس صحرائے بسیط میں .ڑے.ڑے خضر راہ گم کرتے Ã آتے ہیں۔لیکن ایسے مشّاق شعرا کی ،کسی بھی دور میں کمی نہیں رہی (حتیٰ کہ آج کے دور میں کہ . # اسے وقت کا ضیاع تصور کرنے والوں کی بھی کمی نہیں) جن کے ہاتھوں میں یہ فن ہنروری کے اعلیٰ نمونوں میں ڈھل کر معجزانہ خلّاقی کی صورت اختیار کرHـ تھا۔ ادھر کوئی واقعہ روUـ ہوا، اُدھر اس کی *ریخ کہہ دی۔ یہاں ـ- کہ اپنی قابلیت اور استادی کا اظہار اس حد ـ- کیا جا* کہ گفتگو بھی* ر [کرتے۔منشی فدا علی فارغ عموماً گفتگو کرتے تو* ر [جملے بولتے ۔ا یـ مرتبہ محکمہء مدار المہامی میں دو گھنٹے ـ- گفتگو* ر [کرتے رہے اور سوال و جواب بھی* ر [جملوں میں ادا کیا۔[1]

انیسویں صدی عیسوی میں شمالی ہندا یـ ایسا خطہء زمین تھا جہاں* ریخ گوئی نے ا یـ فیشن کی صورت اختیار کر لی تھی۔ شاعر کے لیے ضروری ہو* تھا کہ وہ* ریخ گو بھی ہو۔ اگر کوئی شاع* ریخ نہ کہہ سکتا ہو تو اس کی شاعرانہ صلا A مشکوک سمجھی جاتی تھی۔[2] اس عہد میں . #* ریخ گوئی کا شوقِ فراواں شمالی ہند کی تہذR رگ و پے میں سرای$ کر چکا تھا، اس وقت امیر مینائی نے اپنے ادبی سفر کا آغاز کیا۔ شاعری کے ساتھ ساتھ* ریخ گوئی کے فن میں بھی مشق بہم پہنچائی اور اس میں اس درجہ مہارت حاصل کی کہ انھوں نے ملک گیر شہرت حاصل کر لی۔ دور دور سے انھیں* ریخوں کی فرمائشیں آتیں۔

امیر مینائی کو* ریخ گوئی سے خاص شغف تھا۔ ان کی* ریخ گوئی سے دلچسپی کا # ازہ اس سے بھی لگا ی جا سکتا ہے کہ انھوں نے اپنی کئی تصانیف کے *م* ر [رکھے۔ مثلاً ''مخمس نعتیہ'' ۱۲۷۵ھ ،''رموز غیبیہ ۱۲۸۰ھ''، ''مضامین دل آشوب ۱۲۸۴ھ''، ''گوہر انتخاب ۱۲۸۵ھ''، ''محامد خاتم النبیین ۱۲۸۷ھ''، ''مراۃ الغیب ۱۲۸۹ھ''، ''ذکر شاہ Oی ۱۲۹۰ء''، ''رمز الغیب ۱۲۹۰ھ''، ''انتخاب *ی دگار ۱۲۹۰ھ''، ''خیا.ب ِن آفرینش ۱۳۰۵ھ''، ''صنم خانۂ عشق ۱۳۰۶ھ''، ''وظیفہ جلیلہ ۱۸۶۴ء''* ر [*م ہیں۔ 'جان* ریخ' ۱۲۶۴ھ[3] کے *م سے عربی، فارسی اور اردو کے ہم عدد الفاظ کا بھی ا یـ مجموعہ لکھا جو کہ غیر مطبوعہ ہے۔[4] اس کے علاوہ مثنوی ''کا*مہ , ت ۱۲۸۷'' اور واسو# '' واسو# اردو ۱۲۸۴ھ''، ''شکای$ ر ' ۱۲۸۴ھ''، ''غبار طبع ۱۲۸۴ھ''، ''حسد اغیار ۱۲۸۴ھ''، ''صفیر آتش *ر ۱۲۸۴ھ'' اور *. ـ- اضطرار ۱۲۸۴ھ'' بھی* ر [*م ہیں۔[5]

امیر مینائی (۱۲۴۴ھ/ ۱۸۲۹ء ـ ۱۳۱۸ھ/ ۱۹۰۰ء) کی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ وہ ا یـ شاعر، نثّار، *کرہ نگار، مکتوب نگار اور لغت نویس تھے۔ ان کا ادبی کام مختلف اصنافِ Ä و .ے پھیلا ہوا ہے۔ اسی متنوع ادبی جہات کے *. (وہ

انیسویں صدی کی ای- اہم ادبی شخصیت کے طورپر سامنے آتے ہیں لیکن ان کی شخصیت کا ای- پہلو* ریخ گو شاعر کا بھی ہے جس کی طرف توجہ نہیں دی گئی۔ ای- وجہ تو یہ ہے کہ ان کی مطبوعہ* ریختیں یکجا صورت میں موجود نہیں۔ صرف ان کے دیوان ’مراۃ الغیب‘ میں چند* ریختیں موجود ہیں۔[6] بقیہ* ریختیں انیسویں صدی کی مطبوعہ تصانیف میں بکھری ہوئی صورت میں موجود ہیں۔ یہ وہ* ریختیں ہیں جو انھوں نے شعرا کی تصانیف کی اشا (*_ تکمیل کے حوالے سے کہیں۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کی بیشتر* ریختیں غیر مطبوعہ ہیں۔ کریم الدین نے ان کی ای- قلمی بیاض کی¶K+ ہی کی ہے جس میں ای- سو تینتالیس (۱۴۳) * ریختیں موجود ہیں۔[7] اسی طرح انھوں نے تحریر کیا ہے کہ رام پور کے قبرستان میں بیشتر قبروں پر امیر کی کہی ہوئی* ریختیں موجود ہیں۔[8] جس سے+ ازہ ہو* ہے کہ امیر نے تین سو سے زا+* ریختیں کہیں ہوں گی۔

چوè امیر ای-* ریخ گو شاعر بھی تھے اس لیے انھوں نے* ریخ گوئی کے حوالے سے ای- کا* مہ اور کیا وہ یہ کہ انھوں نے ان شعرا کے لیے جو* ریختیں کہنا چاہتے تھے لیکن ان کو کوئی استاد میسر نہیں آ* تھا۔ ان کے لیے ای- مردہ استاد تیار کرنے کی کوشش کی۔ اس کا* م انھوں نے حمائل* ریخ رکھا۔ یہ* ر [*م ہے اس سے ۱۳۰۰ھ بر آمد ہوتے ہیں جو غالباً اس لغت کی تکمیل کی* ریخ ہے۔ امیر مینائی کا یہ مسودہ ان کے پوتے اسرا L احمد مینائی کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔ یہ بہت خوش خط اور سلیقے سے لکھا ہوا قلمی مسودہ ہے۔ مشفق ومہر*بان اسرا L احمد مینائی کی شفقت اور مہر*بانی سے یہ مسودہ راقم الحروف کو میسر آ*یا ہے۔

پہلے صفحے پر جلی قلم سے تحریر ہے ”حمائل* ریخ مجموعہ الفاظ برائے اعداد* ریخ از امیر مینائی (حصہ اول)“ اس سے اگلے صفحے پر حروف ابجد اور ان کے اعداد تحریر ہیں۔ تیسرے صفحے پر اس لغت کا مختصر دیباچہ ہے۔ جس میں امیر مینائی نے حمد و ثنائے* باری تعالیٰ کے بعد توصیف رسول اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کی ہے۔ اس کے بعد اپنا دوسطری تعارف اور L بِا* لیف کتاب ہے۔ اس کتاب میں جن فرہنگوں سے مدد لی ان کا مختصر بیان ہے۔ ڈیڑھ صفحے کا دیباچہ ہے۔ اس کے فوری بعد فرہنگ شروع ہوگئی ہے۔ فرہنگ کا طریقِ کار یہ رکھاHَ یِ ہے کہ درمیان میں ہندسے درج ہیں اور اس کی دوسری سطر کے آغاز میں جلی حروف میں عربی و فارسی تحریر ہے۔ اس عنوان کے ساتھ ہی اوپر درج کیے ہوئے ہندسے سے متعلق عربی و فارسی کے حروف و الفاظ درج ہیں۔ الفاظ کے ختم ہوتے ہی اگلی سطر میں پھر ہندی کا عنوان تحریر ہے جس کے تحت ہندی کے الفاظ تحریر کیے ہیں۔ ای- ہی ہندسے کے تحت پہلے عربی و فارسی کا عنوان اور اس سے متعلق الفاظ اور پھر ہندی کا عنوان اور اس سے متعلق الفاظ اس کے بعد اگلا ہندسہ اور پھر مذکورہ طریقِ کار سے عربی وفارسی الفاظ اور پھر ہندی الفاظ درج ہیں۔

غالباً امیر مینائی اس فرہنگ کو فارسی اور ہندی کی فرہنگ بنا* چاہتے تھے۔ اس کی شہادت اولین چند صفحات سے ہوتی ہے۔ کہ اول اول عربی و فارسی عنوان کی جگہ صرف فارسی لکھا ہوا ہے۔ بعد میں فارسی سے قبل* ب ری- قلم سے عربی بھی لکھ دِ* Hَ یِ ہے۔ یہ عمل ۲۲ ،اعداد- جا* ہے۔ ۲۳،اعداد سے عنو* ت اور اعداد کا طریق بھی تبدیل کر دِ* Hَ یِ ہے۔ عنو* ت کی جگہ ہندسے لکھے گئے ہیں اور ہندسوں کی جگہ یعنی درمیان صفحہ کے عنو* ت (عربی و فارسی اور ہندی) تحریر کیے گئے ہیں۔ یہی

طریقِ کار آ -. قرار رکھا گیا ہے۔ذیل میں آغاز ،درمیان اور آ سے ایک ایک مثال پیش کی جارہی ہے۔جس سے اس لغت کے مشمولات سمجھنے میں مدد ملے گی۔

۸

عربی و فارسی:۔ادباً۔ اَ۔بہا۔آداب۔ اَ ہ۔داج۔دد۔ د۔ ا۔از۔آز دا۔بو۔آوا پہ۔چہ۔زا۔اڈ۔ ہبا۔

ہندی۔اُجڈ۔آوا۔پَو

عربی وفارسی

۴۶۸۔استوا۔تکحیل۔حکمت تحکم۔تہجین۔مکاتبہ۔تحریر۔مکتوب۔نوبتے۔پروردہ ایم جستہ۔می پروری۔پو ۔سر اہ۔می زی۔ آو ہ۔می شنید۔رقصید ی۔می رقصید ج دین۔ ہان عقلی۔درد سر ۔امید زہ۔بوی محبت۔زاہدو پرہیزگار۔قدح نوش۔نتیجہ۔ آمد کار۔دون چہ۔سجدات۔ایوان گلشن۔قریب الفہم۔محیط عرفان۔تو ئی۔وصی رسول اللہ۔گیسوی معنبر زک منش۔درد کمر۔حاتم علی۔دشمن نوازی۔

ہندی

پیٹھنا۔بیٹھنا۔پو ۔جل تھل۔چھینٹ۔جمگھٹ سٹھ۔جھر جھر۔

عربی و فارسی

۱۲۸۵۔ارغوان۔رخ پرنور۔رونق بخش۔احوال غریب۔اختلاف قوم۔امور اعظم۔

ہندی

راتوں رات

ر [الفاظ کی اس فرہنگ میں امیر مینائی نے ۴۰ ہزار سے زائد الفاظ کو شامل کیا ہے۔اس فرہنگ میں عربی، فارسی، کی، سنسکرت، انگریزی، اور ہندی (اردو) کے الفاظ شامل ہیں۔امیر مینائی نے اول الذکر تین زبانوں کے الفاظ عربی و فارسی عنوان کے تحت درج کیے ہیں اور ثانی الذکر تین زبانوں کے الفاظ ہندی کے عنوان کے تحت درج کیے ہیں۔اس فرہنگ سے قبل جتنی فرہنگیں بھی تحریر کی گئی ہیں۔ان میں تمام زبانوں کے الفاظ کو یکجا لکھا جاتا تھا۔امیر مینائی نے اس فرہنگ میں پہلی مرتبہ یہ کوشش کی ہے کہ عربی اور فارسی کے الفاظ یکجا لکھے جائیں اور ہندی (اردو) کے الفاظ علیحدہ درج ہوں۔اس طریقِ کار کو اختیار کرنے کا مقصد شاید یہ تھا کہ جو شخص فارسی میں ریخ لکھنا چاہتا ہو اس کے لیے عربی وفارسی کے عنوان کے تحت لکھے ہوئے الفاظ کی مدد سے ریخ کہنے میں مدد مل سکے یا ریخ میں موجود اعداد کی کمی بیشی کو معاون اور مطلوب الفاظ کی مدد سے پورا کرنے کے لیے مطلوبہ اعداد اس فرہنگ سے تلاش کیے جا سکیں اور جو شخص ہندی (اردو) میں ریخ کہنا چاہتا ہو وہ ہندی کے عنوان کے تحت لکھے ہوئے الفاظ کو استعمال کر سکے۔اس طرح فارسی اور اردو میں لکھی ہوئی ریخیں خالص فارسی اور اردو الفاظ پر مشتمل ہوں۔امیر مینائی کا یہ خیال اس عہد کی مطبوعہ فرہنگوں سے مختلف اور منفرد تھا اوان کے ذہن میں محفوظ خیال کی عملی تشکیل کے لیے معاون و مددگار بھی تھا اور اسے زیادہ مغز ماری نہیں کرنی پڑے گی۔اسی طرح دونوں عنوانات کے تحت الفاظ کی جمع آوری سے ریخ کہنے والے شخص کے لیے مطلوبہ زبان کے لفظ کو تلاش میں

آسانی رہے گی۔

عربی کے الفاظ اور جملے چوè بہت کم ہیں اس لیے یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ امیر مینائی کے پیشِ Ã فارسی اور ہندی ز.ن میں* ریخ کہنے والے* ریخ گو شاعر ہی ہوں گے۔ عربی میں* ریخ کہنے والے نہیں۔ اس زمانے میں فارسی اور اردوز.ن میں ہی* ریخ کہنے کا چلن تھا۔ عربی میں* ریخ کہنے والے بہت کم افراد تھے۔ یہ بھی وہ افراد تھے جو مدرسوں سے وابستہ تھے* یہ درسِ Âمی کیے ہوئے تھے۔ دوسرے لفظوں میں یہ کہہ لیجیے کہ علما عربی ز.ن میں* ریخیں کہتے تھے اور ز.یدہ* قرآن کی #یات اور حد$ tی ﷺ سے ہی* ریخ نکالتے۔ عربی میں* ریخ نکالنے کے لیے سہو - یہ تھی کہ قرآنی #یت مکمل حا - میں موجود تھیں* ریخ کہنے والے پوری آ$.وآ$* قرآن کے کسی لفظ سے* ریخ نکال لیا کرتے تھے* پھر اس کی جگہ احادیثِ مبارکہ سے* ریخ کا استخراج کر لیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے عربی میں* ریخ کہنے کے لیے لفظوں کی ز.یدہ ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ وہ شعرا جو اردو اور فارسی میں* ریخیں کہتے تھے اول تو وہ عربی میں* ریخ نہیں کہتے تھے اور اگر ان میں سے کچھ عربی میں* ریخ کہتے بھی تھے تو اس کی مثال منہ کا ذا B+ لنے کی سی تھی۔ چوè قرآن، حد$ اور اقوال بنے بنائے موجود تھے اس لیے ز.یدہ کھکھیڑ میں پڑنے* دماغ ماری کرنے کی بجائے ڈھلی ڈھلائی* ریخوں سے اعداد نکال کر* ریخ گو شعرا* ریخ کہہ لیا کرتے تھے۔

اگر چہ اس فرہنگ کی تیاری سے قبل کئی فرہنگیں تحر.ی کی جا چکی تھیں۹ اور شائع بھی ہو چکی تھیں لیکن ان فرہنگوں میں چوè یہ سہو - موجود نہ تھی اس لیے نومشق* ریخ گو کے لیے لفظوں کی تلاش اور استفادہ میں مشکل پیش آتی تھی۔ امیر مینائی ان فرہنگوں سے متعلق جانکاری بھی ر p تھے۔ سوال یہ ہے کہ وہ کون سا محرک تھا جس* (ﺅ انھیں یہ طویل عرصہ پر محیط مشقت اٹھا* پڑی۔ اس کا L انھوں نے خود فرہنگ کے دیباچے میں تحر.کر.یا ہے۔ ''ہیچ کارہ کو مدت مد± سے یہ خیال پیدا ہوا تھا کہ* ریخ گو.یانِ نومشق کی امداد اور بصیرت اہلِ سواد کے لیے ا- مختصر* فع رسالہ* لیف کیا جائے۔ جس میں ہر عدد کے الفاظ فصیح و مستعمل فراہم ہوں۔ چنانچہ سالہا سال سے وقتاً فوقتاً اس کی تکمیل و"M میں سرگرم تھا'' امیر مینائی کے مذکورہ* .لا بیان سے تین* .تیں سامنے آتی ہیں۔ امیر مینائی نے یہ فرہنگ ا- دو سال میں مر$ نہیں کی بلکہ اس کی تیاری اور تکمیل میں ان کے بہت سال صرف ہوئے۔ دوسری* .ت یہ کہ انھوں نے یہ فرہنگ ان نوآموز اور نومشق لوگوں کے لیے تیار کی تھی جو* ریخ کہنے کے لیے اور اپنی طباعی اور خلاقی کا عملی مظاہرہ* ریخ کی صورت میں صورت میں کر* چاہیے تھا چوè* ریخ کہنے کے لیے جس مشقت اور حسابی قابلیت کی ضرورت ہوتی تھی وہ ہر اس شخص میں موجود ہو* ضروری نہیں ہوسکتی تھی جو* ریخ کہنے کے لیے ابتدائی قدم اٹھانے کی خواہش ر"r ہو نہ ہی ایسے اسا+ہ ءسخن میسر آتے تھے جو انھیں* ریخ کہنے کی مشق کروا h لہٰذا یہ فرہنگیں ہی وہ واحد استاد ہوا کرتی تھیں جو* ریخ کہنے کے لیے مشق کے طور* ریخ گو.یانِ نومشق کی مدد و معاون ہوتی تھیں اور استاد کے طور پر ساتھ رہتی تھیں۔ اس فرہنگ کا تیسرا مقصد ایسا رسالہ بھی تیار کر* تھا جو اہلِ سواد کی بصیرت کے* فع بھی ہو۔ یہ* فع کیسے ہوسکتا تھا؟ اس کی ا- وجہ تو یہ تحر.ی کی ہے کہ اس فرہنگ میں صرف ان الفاظ کو استعمال کیا جائے گا جو فصیح ہوں اور مستعمل ہوں۔ ایسے الفاظ جو غیر فصیح* متروک ہو چکے تھے ان کو امیر مینائی نے اس فرہنگ میں شامل کر* منا . نہیں سمجھا اور غالباً اسی طرح یہ فرہنگ اہلِ سواد کے لیے* فع ہوسکتی تھی۔

فرہنگ کی تکمیل کے بعد بھی امیر مینائی نے اس میں ترمیم و اضافے جاری رکھے۔ اس کی K؟ن دہی فرہنگ میں کئی مقامات سے ہوتی ہے۔ بعض الفاظ ایسے ہیں جو فرہنگ کے مکمل ہونے کے بعد درج کیے گئے ہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو جگہ نہ ہونے کی وجہ سے حاشیے میں لکھ دیے گئے ہیں۔ یہ الفاظ درج ذیل ہیں۔ مثلاً ۳۲۳ کے حاشیے میں درج کیے گئے الفاظ یہ ہیں*۔ دشاہی۔ بکشا، بیہوش۔ ۳۲۵ کے حاشیے میں لکھے ہوئے الفاظ ہراسندہ، بیاشو+ ، کر+ ن، عقاب آسمان ایکدش، نگا+ ، ننگارد، می کا+ ، رمیدگان۔ سراGم۔ ۳۲۶ کے تحت درج کیے گئے الفاظ انگاردی، پ سیدمی، آرمیدگان، می ارزد+ ، انگا+ ، می نگارد، بکشد، بنگر+ ۔ اسیدہ ام، ر+ گان، Úزا/ ار، می سپردی دارالملک اور ۳۲۷ کے تحت درج کیے گئے الفاظ می پیرا7 ۔ چشیدی، ارامیدگان، نگریم ۔ نگواریم، بسر+ ن، رنجیدہ + ، نلرزم۔ Gیم، می گواریم ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی مقامات پ مز+ اضافے کیے گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہو* ہے کہ امیر مینائی اس لغت کو زیادہ سے زیادہ ضخیم اور بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے۔ اس لیے ۔# اور جہاں سے انھیں مطلوب الفاظ میسر آتے اس فرہنگ میں درج کرتے رہتے خواہ اس کی مطلوبہ جگہ ختم ہی کیوں نہ ہوگئی ہو۔ ایسی صورت میں وہ اضافہ کرنے والے الفاظ کو حاشیے میں لکھتے۔

ان اضافوں کی وجہ سے بہت سے الفاظ دو*ر اور سہ*ر لکھے گئے ہیں اور بہت سے ہم شکل الفاظ ساتھ ساتھ لکھنے کی بجائے فاصلے پ لکھے گئے ہیں اور ان کے درمیان اور الفاظ نے جگہ بنالی ہے۔ مثلاً نیل (۹۰) کا لفظ دو جگہ تحریر ہے۔ ایک جگہ نیل کا معنی* فتن تحریر ہے اور دوسری جگہ نیل کا معنی رنگ کے درج ہیں۔ اسی طرح نِلّی (۸۰) اور نُلّی الفاظ کو اکٹھا لکھنا چاہیے تھا وہ فاصلے پ تحریر ہیں۔

اضافوں کا یہ عمل ابھی مز+ ہو* تھا۔ اس کی تصدیق بھی اس فرہنگ سے ہوتی ہے۔ مثلاً ۱۲۶۵ کے اعداد سے ۱۳۹۸ کے چونتیس اعداد کے ذیل میں درج کیے جانے والے الفاظ کے معنی لکھے نہیں گئے۔ یہ ایک صبر آزما مرحلہ تھا جس کے لیے ایسی فرصت درکار تھی کہ جس کے ذریعے قطرہ قطرہ مواد کی تلاش و جستجو بھی جاری رہے اور دوسرے کاموں میں بھی حرج نہ ہو۔ مز+ یہ کہ ہزاروں الفاظ میں سے قابلِ وضا # اور مشکل الفاظ کو تلاش کر کے ان کے معانی اور وضا # درج کر* بھی دقت طلب کام تھا۔ امیر مینائی غالبًا فرصت کے لمحات میں اس کام کو کیا کرتے تھے۔ ۔# وقت میسر آ* لفظوں کے معنی درج کردیتے۔

امیر مینائی نے اس فرہنگ میں زیادہ تر وہ الفاظ* اکیب درج کی ہیں جن کا استعمال* بالعموم شاعری میں کیا جا* ہے۔ ان کی دلچسپی کا محور پیشِ Ă بھی منظوم* ریختیں ہی تھیں۔ انھوں نے نہ خود منثور* ریختیں کہی ہیں اور نہ منثور* ریختیں لکھنے والے ان کے پیشِ Ă تھے۔ مز+ یہ کہ منثور* ریختوں کا نہ کبھی رواج رہا اور نہ اکا* ریخ گو شعرا و ا* نے اس طرف خاص طور پ توجہ دی۔ اس* ت سے انکار بھی ممکن نہیں کہ بہت سے* ریختیں کہنے والے ا* وشعرا نے منثور* ریختیں بھی کہی ہیں اور اس میں بھی اپنی ذہنی اُپج اور مشقی مہارت سے میں ایسی* ریختیں کہی ہیں کہ دیکھنے والا حیران و ششدر رہ جا* ہے۔ بعض* ریخ گو نے تو پوری پوری کتاب بھی ی* ریخ میں لکھ دی تھی۔[۱۰]

حواشی کا استعمال کئی حوالوں سے کیا گیا ہے۔ زیادہ تر حواشی کا استعمال لفظوں کے معنی اور ان کی وضا # کے

اراج کے لیے استعمال کیاH ہے۔ اسی طرح لفظوں کے # ارج کی جگہ مکمل ہونے کے بعد مز+ ملنے والے الفاظ کو حواشی میں درج کرH ہے۔

حواشی کا طریق کار یہ ہے کہ اگر وضا # طلب لفظ کا معنی ا-* دو لفظ پر مشتمل ہو ر- قلم سے اسی لفظ کے نیچے اس کا معنی لکھH ہے۔ اگر معنی دہ الفاظ پر مشتمل ہوں* وضا # درکار تو اس کے لیے حاشیے کا استعمال کیاH ہے۔ معانی کے آپس میں خلط ملط ہونے کے : شے کے پیش Ā جن الفاظ کے معنی حاشیے میں لکھے گئے ہیں ان پر نمبر لگا کر اسی نمبر کے تحت حاشیہ کا نمبر اور پھر اس لفظ کی وضا # تحریر کی گئی ہے۔ تمام حواشی فارسی میں تحریر کیے گئے ہیں۔ خواہ وہ ہندی کا لفظ ہو* عربی اور فارسی کا۔ صرف ا- جگہ (ممکن ہے ا- آدھ جگہ اور بھی ہو) لفظ کا معنی اردو میں لکھH ہے۔ وہ بھی غالباً غلطی سے۔ اس طرح کا عمل ۳۰ نمبر کے تحت لفظ ''دہائی'' کے حاشیے میں دیکھنے میں* ہے۔ وہاں اس کا معنی دسواں حصہ تحریر ہے۔ ذیل میں فرہنگ سے ان الفاظ کی مثالیں پیش کی جاتی ہیں جنھیں امیر مینائی نے ہندی الفاظ کے تحت درج کیا ہے۔

اگر جا گھر (۴۵۰)۔ رام پور (۴۵۰)۔ بھرمار (۴۴۸)۔ ماڑواڑ (۴۴۸)۔ # (۴۴۷)۔ ماتھا (۴۴۷)۔ کھٹکا (۴۴۶)۔ موت (۴۴۶)۔ تھیلا (۴۴۶)۔ ٹھلیا (۴۴۶)۔ پڑی مار (۴۵۴)۔ چٹا (۴۵۵) ۔ چاٹنا (۴۵۵)۔ کھٹی (۴۵۵)۔ # (۴۵۵)۔ موتی (۴۵۶)۔ # (۴۵۶)۔ ٹوپی والا (۴۵۶)۔ تھان (۴۵۶) ۔ متوالا (۴۷۸)۔ ر- روپ (۴۷۸)۔ رادھا نگری (۴۹۱)۔ سلوٹ (۴۹۶)۔ رفو چکر (۵۰۹)۔ ملتان (۵۲۱)۔

بعض الفاظ ایسے ہیں جو دونوں جگہ لکھ دیے گئے ہیں۔ بظاہر ایسا محسوس ہو* ہے کہ امیر مینائی ان الفاظ کے حوالے سے قطعی فیصلہ نہ کر سکے کہ ان کی جگہ فارسی و عربی میں ہے* ہندی میں* وہ دونوں زبانوں میں کثرت سے استعمال ہونے کی وجہ سے دونوں زبانوں کا لازم بنH تھا۔ ایسا ہرگز نہیں۔ یہ وہ الفاظ ہیں جو فارسی اور ہندی دونوں زبانوں میں استعمال ہوتے ہیں لیکن ان کے معنی ا ہیں۔ مثال کے طور پر لفظ حلال خور (۸۷۵)۔ امیر مینائی نے اس لفظ کو فارسی میں بھی تحریر کیا ہے اور ہندی میں بھی۔ فارسی میں درج کرنے کے بعد امیر مینائی نے اس پر یہ حاشیہ تحریر کیا ہے۔ ''ضد حرام خورنہ بمعنی مشہور کہ در ہند خاکروب را گویند'' اور ہندی میں حلال خور لکھ کر نیچے لکھا ہے ''خاکروب''۔ بعض مقامات پر ا- جیسے الفاظ کی وضا # نہیں کی۔ مثلاً جمالی (۸۴) فارسی کے تحت بھی درج کیاH ہے اور ہندی کے تحت بھی۔

۱۲۰۱ سے ۱۲۰۳ -- کے ذیل میں فارسی اور ہندی الفاظ تو درج کر دیے گئے ہیں لیکن ان کے عنوانات عربی و فارسی اور ہندی تحریر کرنا بھول گئے ہیں۔ ان عنوانات کی جگہ خالی ہے

عربی اور فارسی کے عنوانات کے تحت لکھے گئے الفاظ اور ہندی کے تحت لکھے ہوئے الفاظ کی تعداد برابر نہیں۔ امیر مینائی کو جس زبان کے جتنے الفاظ میسر آ سکے* جنھیں لکھنا مناسب سمجھا انھوں نے لکھ دیے ہے۔ ا- محتاط # اندازے کے مطابق عربی و فارسی کے تحت درج کیے گئے الفاظ اور ہندی کے تحت درج کیے گئے الفاظ کے درمیان تناسب تقریباً ستر اور تیس کا ہے۔ آغاز میں توازن کا تناسب چالیس اور ساٹھ کا Ā ہے لیکن آخر میں یہ تناسب نوے اور دس سے بھی کم ہوH

ہے۔ بہت سے ہندی عنوانات کے تحت تو ایک لفظ بھی تحریر نہیں کیا گیا ہے۔ پہنچتے پہنچتے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ امیر مینائی اس مشکل طلب اور وقت طلب کام سے تھک چکے ہیں اور اب ان کی خواہش ہے کہ وہ کسی طرح اس کام کو مکمل کر کے اپنے سر سے اس بوجھ کو اتار دیں۔ مزید یہ کہ ہندی الفاظ کی لغت کے پیچیدہ مسائل سے آگاہی ہونے کی وجہ سے بھی ان میں کام کرنے کی دلچسپی شاید ختم ہو چکی تھی۔ اس کا ثبوت آخری چالیس صفحات میں ملتا ہے جہاں نہ مسودے کی خوبصورتی کا خیال رکھا گیا ہے اور نہ دوسرے التزامات کو جن کا التزام آغاز میں رکھا گیا تھا، بحسن وخوبی روا رکھا گیا ہے۔ لفظوں کو اس جلدی میں درج کیا گیا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ان کے پاس کام زیادہ ہے اور وقت کم۔

کبھی نئے اکٹھے کیے ہوئے لفظوں کو مطلوبہ جگہ پر درج کر دیا تو کبھی لفظوں کے اندراج کو دیکھ لیا۔ جو لفظ انھیں پسند نہ آیا اس پر خطِ تنسیخ پھیر دیتے تھے۔ اس فرہنگ میں سینکڑوں ایسے الفاظ موجود ہیں جن پر امیر مینائی نے غالبًا اپنے ہاتھ سے خطِ تنسیخ پھیرا ہوا ہے۔ ان میں بھی بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اس فرہنگ کے لیے مفید تھے، نہ جانے کیوں اور کس خیال کے زیرِ اثر انھوں نے اس لغت سے خارج کرنا مناسب سمجھا۔ اس کی مثالیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کی جا سکتی ہیں۔

اس فرہنگ کی صرف یہی خوبی نہیں کہ ہندسوں کے مقابل صرف الفاظ لکھ دیے گئے ہیں بلکہ امیر مینائی نے اسے کئی پہلوؤں سے مفید بنانے کی کوشش بھی کی ہے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے ایسے الفاظ جو جمع استعمال ہوتے ہیں قاری کی سہولت کے لیے ان الفاظ کی نشان دہی بھی کر دی ہے اور ان کے واحد الفاظ بھی درج کر دیے ہیں۔ ایسے الفاظ کی تعداد بھی اچھی خاصی ہے۔ ان میں سے کچھ الفاظ بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

مثلاً افیال (۱۲۲) جمع فیل۔ حدایق (۱۲۳) جمع حدیقہ۔ مناکیب (۱۲۳) جمع منکوب۔ دمامیل (۱۲۵) جمع دمل۔ نواصی (۱۵۷) جمع ناصیہ۔ سنن (۱۶۰) جمع سنت۔ قلل (۱۶۰) جمع قلہ۔ مطامع (۱۶۰) جمع طمع۔ ... (۱۶۰) جمع ...۔ عمائم (۱۶۱) جمع عمامہ۔ منابع (۱۶۳) جمع منبع۔ افانین (۱۹۲) جمع فنن جمع افنان۔ اشعہ (۳۶۷) جمع شعاع۔ ادخنہ (۶۶۰) جمع دخان۔ خلائف (۷۲۱) جمع خلیفہ۔ اذیال (۷۴۲) جمع ذیل۔ عفاریت (۷۶۱) جمع عفریت۔ رخیم (۸۵۰) جمع خیمہ۔ صنعاف (۹۵) جمع صنیف۔ ذوات (۱۱۰۷) جمع ذات

جمع الفاظ کو تحریر کرتے ہوئے امیر مینائی نے نہ صرف ان کے واحد لفظ تحریر کیے ہیں بلکہ بعض بعض مقامات پر ان کے معانی بھی درج کر دیے ہیں۔ مثلاً نسائج (۱۲۴) جمع نسجہ جامہ از حریر۔ شوارب (۵۰۹) جمع شارب کہ بمعنی بروت باشد۔ آثام (۵۴۲) جمع اثم کہ بمعنی گناہ است، غیاث۔ دساتیر (۶۷۵) جمع دستور نام کتاب مذہب مجوس۔ غاب (۱۰۰۳) بیشۂ شیر جمع غابہ۔ اضراس (۱۰۶۲) جمع ضرس کہ بہندی ڈھاڑ گویند۔ لختان (۱۰۸۱) جمع لخت بمعنی ... ہان۔

جمع الفاظ کے واحد لکھتے ہوئے بعض الفاظ کے ساتھ ان لفظوں کی درست ادائیگی کے لیے ان کے اعراب اور حرکات وسکنات سے متعلق بھی نشان دہی کر دی ہے مثلاً خلطا (۶۴۰) بروزن شرکا۔ ... زاں جمع خلیط۔ عمرانات (۷۶۲) بضم اول ... دیہا ایں جمع عمران است۔ کہ بکسر اول بمعنی آبادی باشد۔ حیاض (۸۱۹) بکسر اول جمع حوض۔ قضبان (۹۵۲) بضم و ... شاخہا جمع قضب منتخب۔ نخلاں (۹۶۱) بفتح ... سایہ و سایہ دار و ... اول جمع نخل۔ غیاث۔ تماثل (۹۷۱) بفتح مثال

آوردن و ۮ پیکر نگاشتہ ، تماثیل جمع ،منتخب۔ ہات(۱۰۰۶) بضم اول و راے مہملہ مشددہ ،بخنہای*ٖ طل لہو آمیز جمع, ہت کہ بمعنی*ٖ طل ا ۔ ، غیاث ۔ غدد(۱۰۰۸) بضم و فتح دال کرہہائے گوشـ ۔ جمع غدہ و بفتحتین مرگی و طاعون شتران ، منتخب۔غیب(۱۰۱۲) بفتح*+پ+ی شدن و زمین پست و شک و کمان ۔۔ و بفتحتین و بضم و تشد+ی*ٖ ے مفتوح*+پ+ی شدگان جمع غا$ ،منتخب۔ اغانی (۱۰۶۲) بتشد+ی* ۶ تحتا 6جمع اغنیّہ بضم و تشد+ی* ۔ و آن نوعیا ۔ از سرود ،منتخب۔

چوè اس فرہنگ کا مقصد* ریخ گوشعرا کے لیے ممدو معاون اور مفید ایسی فرہنگ تیار کر* تھا جسے وہ* ریخ کہتے ہوئے اپنے پیشِ Ã رکھ سکیں۔ اس لیے اس فرہنگ میں شامل ڑ۔دہ, الفاظ کا تعلق شاعری سے ہے ۔اسی لیے امیر مینائی نے خوبصورت لفظیات،۔محل, اکیب، رنگا رَ- کنائے اور استعارے کثیر تعداد میں درج کیے ہیں۔ ذیل میں اس فرہنگ میں درج کیے گئے چند مفید کنائے تحر۔ کیے جاتے ہیں جو صرف آسمان کے حوالے سے استعمال کیے جاتے ہیں۔

ئہ*پ یہ (۷۳)۔ آبگوں پل(۱۱۱)۔ ایوانِ ماہ(۱۱۴)۔ سبز ایوان(۱۳۷)۔دولاب مینا(۱۴۴)۔ سبز طاؤس(۱۴۵)۔ à ئہ*پ یہ(۳۶۵)۔ قدح لاجوردی(۳۶۶)۔ قندیل دوسر(۴۶۴)۔ کاسہء سرنگوں(۴۷۲)۔ لاجوردی سقف(۴۹۴)۔ مہرہء لاجورد(۴۹۴)۔ پنجرہء لاجورد(۵۰۴)۔ گنبد مقرنس(۵۲۶)۔ہفت*ٖ م(۵۲۸)۔حصارِ معلق(۵۳۹)۔ فیروزہ سقف (۵۴۸)۔ہفت ہیکل (۵۵۰) ۔ہفت مینا(۵۸۶)۔ گنبد جاآ ن (۶۴۱)۔ چتر آبگوں (۶۸۲)۔ خیمہ کبود(۶۸۷)۔ہفت +پ ر(۶۹۱)۔ہفت پیر(۶۹۷)ہفت کرہ(۷۱۰)۔عرس چہارم فلک(۷۱۵)ہفت سقف (۷۲۵)سبز خوان(۷۲۶)ہفت طارم (۷۳۵)کبود طشت(۷۴۱)ہفت اورَ- (۷۶۲) ہفت آسیا(۷۵۷)طارم فیروزہ(۷۵۸)سبز طشت (۷۷۸)ہفت گیسو دار(۷۸۶)ہفت قلعہ مینا (۷۹۱) قبہء زربفت (۷۹۶) نیلگوں خیام(۸۱۷)نگوں طشت(۸۳۵)فانوسِ خیال(۸۳۸)کحلی پ خ (۸۷۱)خم لاجورد(۸۸۴)ئہ ٘ اس (۹۱۶) ٘گہ مینا(۹۲۶)خیمہ ارزق(۹۶۳)خیمہ فیروزہ (۹۶۳) پ دہء ہفت رَ- (۹۶۶) سراے ہفت پ دہ(۹۶۷)خیمہ رو جاmن(۹۸۱)تتق نیلی(۱۰۰۰)فیروزہ طشت(۱۰۱۷) ٘گہ ازرق(۱۱۳۳)ہفت چتر آبگون(۱۱۶۷)تشت بلند(۱۱۸۶)دامانِ خورشید (۱۲۱۶)

درج ذیل فرہنگ سے آسمان سے متعلق جملہ کنائے تحر۔ کر دیے گئے ہیں جن سے امیر مینائی کی شاعرانہ قابلیت ، دقتِ Ãی اور شاعرانہ*ٖ لغ Ãی کا ثبوت فراہم ہو* ہے۔دوسری طرف امیر مینائی کی محنت کی داد بھی دینا پ ڑتی ہے۔ذیل میں سورج سے متعلق کنائے پیش کیے جاتے ہیں۔

آہوی فلک(۱۵۲)۔ گنبد مائل(۱۵۷)۔ عطسہ صبح(۲۴۴)۔ طاسِ زر(۲۷۷)۔*ٖ ز سپہر(۲۷۷)۔ صدف فلک(۳۰۴)۔ آئینہء زریں(۳۴۳)۔ قندیل عینی(۳۴۴)۔*ن زریں (۳۶۸)۔ یوسف(۳۶۹)۔ گنبد معنبر(۴۳۸)۔ چشمہء سیماب(۴۶۱)۔ عروس فلک (۴۶۶)۔شعلہء صبح(۵۴۵)۔ شہ 4 روز(۶۱۸) آتشِ بے دود (۷۲۷)خواجہ ء فلک(۷۴۵), ک فلک(۷۵۰) چشمِ روز(۵۵۶) آتشِ زمزم(۷۹۵) آتش سیماب(۸۱۴) کاسہء آتشیں(۸۴۷), نج زر(۸۶۰)خانہ زر(۸۶۳)چتر زمین(۸۷۰)خوانچہ زر (۸۷۲) تیر اَ دوں(۸۹۰) آئینہء خاوری(۸۹۳) آتش روز(۹۱۴)خسرو انجم(۹۶۰)قندیل پ خ (۹۹۷) قاصد پ خ (۹۹۸)بیضہ زر (۱۰۲۴) صراف ٘ ا ں (۱۰۲۹) کردہ

پ خ(۱۰۳۲)شہ خاور(۱۱۱۲)عروس پ خ (۱۱۳۹)عروسِ خاوری(۱۱۵۳)*نِ اَ م پ خ (۱۱۶۴)فرز ہ خاور(۱۱۵۹)غزالہ فلک(۱۱۷۳)تشت بلند(۱۱۸۶)خاتون فلک (۱۱۸۷)زراَ پ خ (۱۲۳۰)

امیر مینائی نے اس فرہنگ کے دیباچے میں وضا # کی ہے کہ انھوں نے اس فرہنگ کی تیاری میں تین فرہنگوں سے استفادہ کیا ہے۔تینوں فرہنگوں سے کارآمد اور مفید الفاظ چن چن کر'حمائل* ریخ' کی ز M بنائے ہیں۔اس سے یہ نہیں سمجھ 8 چاہیے کہ'حمائل* ریخ' صرف ان تین فرہنگوں کا ملغوبہ ہے۔ایسا ہراَ نہیں۔امیر مینائی نے بہت سے نئے الفاظ تلاش کر کے اس فرہنگ میں شامل کیے ہیں۔اس کی تصدیق امیر مینائی کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ان کا بیان ہے:'' اب ہیچ میرز یہی* ت منا . سمجھا کہ ان تینوں کتابوں کو پیشÃ رکھ کر ہر عدد میں اپنے الفاظ مجوزہ ڈھائے۔'' نئے نئے الفاظ کے # راج کی وجہ سے اس فرہنگ میں بہت سے الفاظ) رتحریر میں آگئے ہیں اور بعض مقامات پ تو تین تین* ر بھی درج ہو گئے ہیں۔ چوè امیر مینائی کے پیشÃ فرہنگ کی تیاری مقصود تھی اس لیے پہلے ا- ہی عدد سے متعلق حروف و الفاظ کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔پھر اس کے بعد) ر* سہ* ر لکھے جانے والے الفاظ* ایسے لفظ جو انھوں نے* منا . *ے بے ضرورت سمجھے ان پ خطِ تنسیخ پھیر ڈ یے۔ سالہا سال کی محنت و کاوش کے بعد . # اس فرہنگ کی تکمیل ہوئی تو امیر مینائی نے اس پ Ã*نی کر* شروع کی اور وہ الفاظ جو) ر آگئے تھے ان پ خطِ تنسیخ پھیر ڈ یے۔ ذیل میں ان الفاظ کی فہر - پیش کی جاتی ہے جو دو مرتبہ درج ہو گئے ہیں۔ ہر لفظ کے بعد اس کے اعداد لکھ دیے گئے ہیں* کہ تلاش کرنے میں آسانی رہے۔

بوG (۴۶)،ہوس(۱۷)، گون (۷۶)* زو بند (۷۲) *ڈ یH (۷۴) آگندہ (۸۰) سودی (۸۰) آزادگان (۸۱) حملہ(۸۳) چکیدن (۸۷) دm لہ (۹۲) ممدود (۹۵)مبند (۹۶)ا%0ام (۱۰۱) آمودن (۱۰۱)؛ دیکی(۱۰۱) پہلوزدن(۱۰۴) میزیم (۱۰۷) طابق (۱۱۲)این وآں (۱۱۸)می سازد (۱۲۲) منافی (۱۸۱) عباسیان(۱۹۴) اماسیدی (۱۲۶) ببر(۲۰۴)+ رو (۲۱۲) مصاف(۲۱۱) مطلب (۸۱)می چید (۸۱)* ل(۸۱)

وہ الفاظ جو دو مرتبہ لکھے گئے Ã*نی کے وقت ا- کو کاٹ ڈ یے۔

زمزمہ(۹۹)۔ بی فا ہ(۱۱۲)۔ نوزدہم(۱۱۲)۔Óں(۱۹۶)۔ مومنین(۱۹۶)۔ معکوس(۱۹۶)۔ سید کو 2 (۲۱۰)۔ ارز$ (۲۵۳)۔ زمردین(۳۱۱)۔اَ ان مایہ(۳۲۷)۔ فارس(۳۴۱)ز a (۴۷۷) پیشرو(۵۱۸) لیاقت(۵۴۱)

بعض مقامات پ الفاظ تین تین مرتبہ بھی لکھ دیے گئے تھے جو Ã*نی کے وقت کاٹ دیے گئے۔ ان میں مطلب(۸۱)مالی(۸۱)لزوم(۸۳)گو*ین (۸۷) زمزمہ(۹۹) آمد (۹۹) بیفا ہ(۱۱۲) نوزدھم(۱۱۲) سید کو 2 (۲۱۰)

ہزاروں الفاظ کی شمولیت کے بعد غالباً مسودے کے حجم کے *ڈ یدہ ہونے کی وجہ سے* کسی اور مصلحت کی بنا پ ایسے الفاظ جو مفید بھی تھے لیکن ان پ خطِ تنسیخ پھیر ڈ یH ہے۔ایسے الفاظ درج ذیل ہیں:

اآ س(۱۹۲)۔صم بکم(۱۹۲)۔ وصف* پ ک(۱۹۹)۔ ام الصبیان(۲۱۵)۔ آئینہ جہاں* م(۲۱۶)۔ بے در(۲۱۶)۔ جلی *پ وَں کی بلی(۲۲۴)۔ پ ب گو(۲۳۱)۔ بی پ وائی(۲۳۱)۔فرز (۲۴۱)۔* دمراد(۲۵۲)۔ آ وے دل(۲۵۳)۔ *چار(۲۵۵)۔ امیرزادہ(۲۶۹)۔ عیب دار(۲۸۷)۔ عالی نصب(۲۹۳)۔ رحمان(۲۹۹)۔ مصرع(۳۰۰)۔ گمراہ

دل(۳۰۰)۔ جوان مرد(۳۰۴)۔صید افگن(۳۰۶)۔سیہ کاری(۳۰۶)۔اقلیم گیر(۳۱۱)۔کامران(۳۱۳)۔

ہندوستانی شہروں کے وہ*٠م جو ہندی الاصل ہیں، انھیں ہندی الفاظ کے تحت درج کیے ہیں۔ مثلاً قنوج(۱۵۹)۔ جاورہ (۲۱۱)۔ جھجھر(۲۱۱)۔ لاہور(۲۴۰)۔ جبل پور(۲۴۳)۔ اجمیر(۲۵۴)۔ # ور(۲۶۱)۔ جون پور(۲۶۷)۔ گوالیار(۲۶۸)۔ کاZر(۲۷۹)۔ کراœ(۲۸۴)۔ جالندھر۔(۲۹۳) کرٛ*٠ل(۳۰۱)۔ راولپنڈی(۳۰۳)۔ بنارس(۳۱۸)۔ روہیل کھنڈ(۳۲۰)۔ رام پور(۴۴۹)۔ مارواڑ(۴۴۹)۔ ., ہان پور (۴۶۶) ۔ کلکتہ۔ (۴۷۵)ٹو- (۴۷۶)۔ چنار اَ ٹ ھ(۴۷۹)۔ ملتان(۵۲۱)۔

مسلم مما لک اورشہروں کے*٠م اور وہ*٠م جوعربی اور فارسی کے ہیںانھیں عربی وفارسی کے تحت درج کیے ہیں۔مثلاً دیلم (۸۴)۔ کنعان(۱۹۱)۔ عراق(۳۷۱)۔ عیش ۴ د(۳۸۸)۔الہ ۴ د(۴۴)۔ رحمت ۴ د(۶۵۶) ۔ہندستان(۵۷۸)۔ کشمیر(۵۷۸)± اوَں(۶۳)پنجاب(۵۸)

بعض مقامات,پ*٠م درج کرنے میں غلطی بھی ہوگئی ہے ۔مثلاً اکبر ۴ د(۲۳۱) کو ہندی الفاظ کے تحت درج کیا ہے اسے عربی و فارسی الفاظ کے تحت درج ہو٭ چاہیے تھا اسی طرح نورس پور(۵۲۴) کوعربی وفارسی الفاظ کے تحت درج کیا ہے .# کہ اس کا مقام ہندی الفاظ کے تحت ہو٭ چاہیے تھا۔

افراد کے*٠ موں کے حوالے سے بھی احتیاط., تی گئی ہے ۔عربی اور فارسی ز*ن میں مستعمل*٠م*.لعموم عربی و فارسی الفاظ کے تحت جگہ دی گئی ہے۔ اور غیر مسلم افراد کے*٠م ہندی الفاظ کے تحت درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً۔ احمد(۷۳)۔مجید(۷۳)۔ جلیل(۷۳)۔ بہلول(۷۳)۔اجمل (۷۴)۔ جمال(۷۴)۔ اویس(۷۷)۔ نبیل(۹۲)۔ حلیمہ(۹۳) ۔عزیز(۹۴)۔ انجم(۹۴)۔عطیہ(۹۴)۔ قابیل(۱۴۳)۔محی الدین (۱۵۳)۔ قیوم(۱۵۶)۔ یوسف (۱۵۶)۔ مونس(۱۵۶)۔*,ی± بسطامی(۱۵۶)۔ جلال الدین(۱۵۹)۔ ابو حنیفہ(۱۶۲)۔ احمد حسن(۱۷۱)۔ افلاطون(۱۷۷)۔ سلمان(۱۸۱)۔ ابوالمعالی(۱۹۱)۔ صوفیہ(۱۹۱)۔ عمادالدولہ(۱۹۱)۔ محمد علی(۲۰۲)۔ سیدحسن(۲۰۲)۔ محمد مسیح(۲۱۰)۔کنیز فاطمہ(۲۲۲)۔حجاج بن یوسف(۲۲۳)۔علی حسن(۲۲۸)۔لطف علی(۲۲۹)۔مصطفیٰ(۲۲۹)۔ابوبکر(۲۳۱)۔

ہندی الفاظ کے تحت بہت کم*٠م درج کیے ہیں۔ غالبًا اس حوالے سے انھیں فیصلہ کرنے میں دقت پیش آئی ہو گی۔بہر حال ہندی الفاظ کے تحت درج ذیل الفاظ درج کیے گئے ہیں۔ درگا,پشاد(۷۳۲)۔ مومن خان (۷۸۲)۔ میرخان(۹۰۱)۔امیرخان(۹۰۲)۔مر± خان(۹۰۵)۔انورخان(۹۰۸)۔شنکر*٠تھ(۱۰۲۶)

اسلامی مہینوں کے*٠م عربی وفارسی الفاظ کے تحت درج کیے گئے ہیں۔ مثلاً ماہ صفر(۴۱۶)۔ ماہِ شعبان(۴۱۹)۔ ماہ ر.# المر.# (۵۲۷)۔ شہر جمادی الاولی(۶۴۱)۔ شوال المکرّم(۶۶۸)۔ ذیحجہ(۷۲۶)۔ شہر شوال(۸۴۲)۔ جمادی الاٰ ی(۹۰۰)۔ ذی القعدہ(۹۲۰)۔شہرشعبان(۹۲۸)۔ ماہ ربیع الاٰ (۱۱۶۰)۔ر.# (۲۰۵)وغیرہ

اسی طرح ہندی(اردو) کی گنتی کے لفظ بھی ہندی کے عنوان کے تحت درج کیے ہیں۔ذیل کے الفاظ دیکھیے:

تیس(۴۷۰)۔ا / (۴۷۲)۔بتیس(۴۷۲)۔اٹھانوے(۴۷۳)۔ چھتیس(۴۷۸)۔ اکتیس (۴۹۱) ۔ انسٹھ(۵۱۶)۔

ستاون (۵۱۷)۔ اکتالیس (۵۲۲)۔ چونسٹھ (۵۲۴)۔ پینسٹھ (۵۲۷)۔

دلچسپ*.ت یہ ہے کہ امیر مینائی نے اس فرہنگ میں شامل بہت سے الفاظ جن کے معنی ان لفظوں کے نیچے*۔ حاشیے میں درج کیے ہیں وہ فارسی میں درج کیے ہیں۔ سوائے ا۔ لفظ کے ۔وہ لفظ 'دہائی' ہے اور اس کے معنی دسواں حصہ تحر۔ ہے۔ یہ بھی امیر مینائی غالباً غلطی سے تحر۔کر گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ امیر مینائی نے معانی فارسی میں کیوں تحر۔ کیے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہندوستان میں ا۔ عرصہ - فارسی دفتروں میں رائج رہی۔ تصنیف و* لیف کا کام فارسی میں ہو* رہا+ ریس کی ز.ن بھی فارسی ہی تھی۔ فارسی ز.ن .عظیم میں شاعری کی طرح تہذ.$ کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ بیشک انگر.ی اقتدار نے فارسی کو ملک+ رکر*۔ اور اس کی جگہ مقامی ز.نوں* .لخصوص اردو کو فارسی کی جگہ لا کھڑا کیا لیکن عوام و خواص کے ذہنوں سے فارسی کا ر (داب اور فارسی کی قدر و منز - نکل نہیں سکی۔ اس کے لیے ا۔ سو سال سے ز+ کا عرصہ لگا $ جا کر اردو فارسی کی جگہ لے سکی۔ اٹھارویں صدی اور انیسویں صدی میں بھی اردو کے تقریباً تمام+ کرے فارسی میں لکھے گئے + کرہ نگار شعرا کے، اجم فارسی میں لکھتے تھے اور انتخاب کلام اردو کا دیتے تھے۔ اردو مثنویوں کے + ر عنو* ت فارسی ہی میں دیے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ اردو تصانیف کی تقریظیں بھی فارسی میں لکھی جاتی تھیں۔

دراصل فارسی تہذ.$ کی علامت سمجھی جاتی تھی ۔جس طرح آج انگر.ی میں لکھنا تہذ.$ کی علامت ہے بعینہ اس عہد میں فارسی میں لکھنا تہذ.$ کی علامت سمجھا جا* تھا۔ یہی وجہ ہے کہ انیسویں صدی میں .# کہ انگر. پورے ہندوستان ,پ بلاشرکتِ غیرے قابض ہو چکا تھا اور اسی کا سکہ چلتا تھا اور ان کی خواہش تھی کہ فارسی کی جگہ اردو لے لے لیکن اس کے *.وجود فارسی بہت سست رفتاری کے ساتھ پیچھے ہٹ رہی تھی۔ دلچسپ*.ت یہ ہے کہ اردو کے.ڑے شاعر جن کا بیشتر تخلیقی کام اردو میں ہے ان کی بیشتر* ر [فارسی میں ہیں۔ ان میں* سخ اور مومن کا* م سرِ فہر - ہے۔* سخ کی اور مومن کی چند * ریخیں اردو میں ہیں بیشتر* ریخیں فارسی میں ہی ہیں۔

فنِ* ریخ گوئی میں کسی* ریخ سے مطلوبہ اعداد حاصل کرنے کا اصول مکتوبی حروف ,پ ہے۔ یعنی وہ حروف جو لکھنے میں آتے ہوں ،خواہ بولنے میں آتے ہوں*۔ نہ آتے ہوں*۔ بولنے میں کسی اور حرف کی آواز دیتے ہوں شمار ہوں گے مثلاً لفظ امجد کے تمام حروف بولنے میں آتے ہیں۔اس لیے* ریخ نکالتے ہوئے اس کے تمام حروف استعمال ہوں گے۔ فی البد s*.لکل، عبدالرحمٰن، عبدالرشید وغیرہ جیسے الفاظ میں حروف*.لترM ی ا،ا،ال،ال بولنے میں نہیں آتے پھر بھی ان کے حروف کو* ریخ. آمد کرتے ہوئے شمار کیا جائے گا اسی طرح بعض حروف لکھنے میں ا۔ دفعہ آتے ہیں لیکن بولنے اور ,پڑھنے میں دو مرتبہ بولے جاتے ہیں مثلاً مکرّم، محدّث، مفصّل، مکرّر، خرّم، فرّخ وغیرہ لفظوں میں*.لترM ،ر،د،ص،ر،ر،ر دو مرتبہ بولے جاتے ہیں لیکن چوè لکھنے میں ا۔ مرتبہ آتے ہیں اس لیے* ریخ نکالتے ہوئے ان کو ا۔ دفعہ ہی شمار کیا جائے گا۔ لفظ گنبد اور a میں حرف 'ن' حرف 'م' کی آواز دیتا ہے* ریخ میں اعداد نکالتے ہوئے حرف 'ن' کے اعداد شمار ہوں گے نہ کہ حرف 'م' کے۔

اگر چہ قواعد* ریخ گوئی میں حروف تہجی کے اعداد مقرر اور متفق علیہ ہیں لیکن تین حروف ایسے ہیں جن سے متعلق

مبا # اور اختلافات کو جانے بغیر صحیح* رنخ کہنا اور ان سے مطلوبہ اعداد حاصل کرنا* ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ یہ مسائل اور مبا # اتنے پیچیدہ ہیں کہ اکثر اوقات مادہ* رنخ سے مطلوبہ اعداد حاصل کرنا ''شدپریشاں خواب من از کثرت تعبیرہا'' کی مصداق بن کر رہ جاتا ہے۔ ان مختلف فیہ مسائل میں الف ممدودہ* ئے مربوط اور ہمزہ شامل ہیں۔ چوèحمائل* رنخ میں ہزاروں الفاظ درج کیے گئے ہیں اور ان الفاظ میں بھی سینکڑوں الفاظ ایسے ہوں گے جن میں مذکورہ تین حروف استعمال ہوئے ہیں۔ اس لیے ذیل میں ان حروف سے متعلق اکا. ین* رنخ گو اور امیر مینائی کے مؤقف کو پیش کیا جاتا ہے* کہ یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کون سے الفاظ* حروف ہیں جہاں اکا* رنخ گو کا مؤقف امیر مینائی کے مؤقف کے موافق ہے اور وہ کون سے حروف ہیں جن کے* رے میں امیر مینائی کا مؤقف اکا* رنخ گو کے مؤقف سے مختلف ہے۔

ا۔ الف ممدودہ اور الف مقصورہ:

الف ممدودہ کو قدیم رسم الخط میں دو الف کی شکل میں لکھنے کا دستور تھا لیکن متا ٔ ین نے اس طرi کو ترک کر کے الف کے اوپر ای چھوٹا سا مد بنا* ۔ چوè قدیم رسم الخط میں الف ممدودہ کو دو الف کی شکل میں لکھا جاتا تھا اس لیے بعض ماہرین فن نے الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کیے ہیں۔ مرزا جعفر اوج لکھنوی اپنی* لیف ''ارمغان'' میں الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کرنے کے عمل کو در - خیال کرتے ہوئے مرزا طا . علی کلیم کی* رنخ پیش کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ الف ممدودہ کو اگر مد کے ساتھ لکھیں گے تو دو عدد لیں گے اور اگر بغیر مد کے لکھیں گے تو ای عدد محسوب کریں گے لیکن اکثر کے ,ٔ دی دو عدد ہی محسوب ہونے چاہییں۔ اوج لکھنوی ، کلیم ہمدانی کی درج ذیل* یخ پیش کرتے ہیں۔[۱۱]

از جلوہء شاہدان فرخ پے فتح داد از پے ہم ساقی دوراں مے فتح
* رنخ فتوحات شہنشاہِ جہاں بنوشت کلیم، آمدہ فتح از پے فتح ۱۰۴۷ھ

مذکورہ* لا* رنخ سے ۱۰۴۷ھ اسی صورت میں حاصل ہوتے ہیں . # 'آ' کے دو عدد شمار کیے جاN ۔ اوج لکھنوی کے خیال میں چوè کلیم نے الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کیے ہیں اسی لیے الف ممدودہ کے دو عدد ہی محسوب کرنے چاہییں۔[۱۲]

وِلا نے کلیم کی یہ* رنخ بھیÜ کی ہے جس میں الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہیں۔[۱۳]

داد ایزد بپادشاہِ جہاں خلقے ہم چو نو گل شاداب
چوں *یں مژدہ آفتاب #۱* افسر خویش ,, ہوا چو حباب
طبع دقیفت سال *تخش زد رقم ، آفتاب عالم *ب ۱۰۲۸ھ

میر* در علی رغد 'گنجینۂ* رنخ' میں لکھتے ہیں کہ 'بعضوں کے ,ٔ دی الف ممدودہ میں دو عدد محسوب ہیں۔[۱۴] یہی* ت میر مہدی حسین الم نے 'گلبنِ* رنخ' میں تحریر کی ہے۔ ان کا بیان ہے:'' بعض یہ کہتے ہیں کہ یہ مر . ہے ہمزہ اور الف ساکن سے بنا,, اس ہرای کا ای ای عدد شمار کریں''۔[۱۵]

اکثر ماہرین فن جمل کا قول اور فعل اس کے برعکس ہے۔ آزاد بلگرامی کی ''سروآزاد' میں بیسیوں ایسی تاریخیں ملتی ہوئی ہیں جن میں شعرا نے الف ممدوہ کا ایک عدد ہی محسوب کیا ہے۔ انھوں نے 'سروآزاد' میں میر یحییٰ، عبد الجلیل بلگرامی، عظمت اللہ بیخبر، فضل علی خان، شیخ اسداللہ غالب محتشم کاشی، سنجر طہرانی۔ خواجہ حسن ہروی، عبدالجلیل بلگرامی اور اپنی تاریخیں نقل کی ہیں جن میں الف ممدودہ کا ایک عدد ہی محسوب کیا گیا ہے۔[۱۶] پورے تذکرے میں شاید ہی کوئی ایسی تاریخ ہو جس میں الف ممدودہ کے دو عدد محسوب ہوئے ہوں۔ خود منشی انور حسین تسلیم سہسوانی نے اپنی دوسری تصنیف 'عدد التاریخ' معروف بہ 'زنبیل تاریخ' میں جو 'ملخص تسلیم' کے بیس سال بعد شائع ہوئی، میں الف ممدودہ سے شروع ہونے والے تمام الفاظ میں الف ممدودہ کا ایک عدد ہی محسوب کیا ہے۔[۱۷] ملخص تسلیم میں بھی 'علی وآل' ۱۴۱ھ اور 'عمدہ آلِ علی' ۲۶۰ھ کے تاریخی مادوں میں الف ممدوودہ کا ایک عدد ہی محسوب ہوا ہے۔[۱۸] نواب عزیز جنگ ولا نے مرزا جعفر اوج کی مذکورہ بالا دلیل پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کلیم کا یہ فن تاریخ گوئی میں کچھ ایسا بلند نہیں جس کی سند پر ہم قاعدہ عام اور ائمہ جمل کے قول کی خلاف ورزی کریں۔[۱۹]

الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کرنے والوں کا خیال ہے کہ چونکہ (i) عربی میں الف ممدودہ میں دو الف ہیں (ii) فن عروض میں بھی 'آ' بروزن 'فا' شمار ہوتا ہے (iii) فارسی لغات کی تمام تصانیف میں حروفِ تہجی کے بیان میں الف ممدودہ اور الف مقصورہ کی فصلیں علیحدہ علیحدہ ہیں (iv) الف ممدودہ پڑھنے میں دراز ہوتا ہے جیسے آمدن، آوردن وغیرہ اس لیے ان کے دو عدد محسوب کرنے چاہئیں۔[۲۰] اس موقف کو رد کرتے ہوئے ان خیالات کے حامل ماہرین یہ بات نظر انداز کر جاتے ہیں کہ حساب جمل میں مکتوب کو ملفوظ پر ترجیح دی جاتی ہے اور کبھی مکتوب کو ہی بنیاد بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ ملفوظی نقطۂ نظر کو رد بناتے ہوئے الف ممدودہ کو دیکھنا اور اس کے دو عدد محسوب کرنا درست نہیں۔ مزید یہ کہ مد کو حروف تہجی میں داخل نہیں کیا جاتا اور نہ ماہرینِ فن جمل نے اس کا کوئی عدد مقرر کیا ہے۔ لہٰذا الف ممدودہ کے دو عدد محسوب کرنے پر اصرار درست نہیں۔ اس کا ایک عدد ہی محسوب کرنا چاہیے۔ امیر مینائی کا مؤقف بھی یہی تھا۔ اس لغت میں استعمال ہونے والے الفاظ جس میں الف ممدودہ استعمال ہوا ہے وہاں ایک عدد ہی شمار کیا ہے۔ مثلاً کاسہء آتشیں (۸۴۷) آئنہ داری (۲۸۱) آئینہ دل (۲۰۰) آئینہء آسمان (۲۳۸)۔ آئنہ سکندر (۴۰۰) آئینہ افروز (۳۷۰) آئینہ رنگ یکتائی (۱۱۵۳) آئینہ رخسار (۱۱۲۷) آگندہ (۸۰) آزادگان (۸۱) آمودن (۱۰۱) اینوآں (۱۱۸) آتش روز (۹۱۴) آتش سیماب (۸۱۴) کاسہء آتشیں (۸۴۷) آئینہء خاوری (۸۹۳) آتش روز (۹۱۴) آہوی فلک (۱۵۲) آئینہء زریں (۳۴۳)۔ آبگوں پل (۱۱۱)۔

امیر مینائی کے شعری مجموعے 'مضامین دل آشوب' ۱۲۸۴ اور خیابان آفرینش ۱۳۰۵ اور واسوخت 'صفیر آتش' ر' ۱۲۸۴ تینوں میں الف ممدودہ کا ایک عدد ہی محسوب ہوا ہے۔

ب۔ تائے مدوّرہ:

تائے عربی، رسم الخط میں دو طرح سے لکھی جاتی ہے۔

i۔ دراز جیسے 'ت' جس کا نام عربی میں تائے مبسوط ہے

ii۔ گول، جیسے 'ۃ' اس کو عربی میں مدو* مربوط کہتے ہیں۔

*ئے مدورہ دوطرح سے لکھی جاتی ہے۔

i۔ پہلی قسم کو* ئے مدورہ موقوفہ کہتے ہیں جیسے توبہ، کعبہ، حجہ، روضہ، دو> وغیرہ

ii۔ دوسری قسم کو* ئے مدورہ موصولہ کہتے ہیں جیسے توبۃ النصوح، کعبۃ اللہ، حجۃ اللہ، حجۃ البالغہ وغیرہ

#. کبھی* ئے مدورہ حا - وقف میں ہوتو اس کی کتا$ سے نقطوں کا . ف کو* جا رکھا H ہے۔ جس کی صورت مثل ہائے ہوز کے رہ جاتی ہے اور قرأت میں بھی 'ہ' کی آواز دیتی ہے۔ پس دراز 'ت' یعنی* ئے مبسوط کے عدد پ تو . کا اتفاق ہے کہ اس کے ۴۰۰ عدد e چاہئیں لیکن* ئے مدو* مربوط کے اعداد محسوب کرنے میں خاصا اختلاف دیکھنے میں آ* ہے۔ اسی اختلاف کے L تین اَ وہ سامنے آتے ہیں۔

i۔ پہلے اَ وہ سے تعلق ر p والے 'ۃ' کے عدد مثل دراز 'ت' کے ۴۰۰ عدد محسوب کرتے ہیں

ii۔ دوسرے اَ وہ سے تعلق ر p والے 'ۃ' کو 'ہ' قرار دے کر اس کے ۵ عدد محسوب کرتے ہیں

iii۔ تیسرے اَ وہ سے تعلق ر p والے 'ۃ' کے عدد حا - وقف میں* پنچ اور غیر وقف میں چار سو محسوب کرتے ہیں

پہلے اَ وہ سے تعلق ر p والے افراد کا خیال یہ ہے کہ چوè اہلِ جمل کا قاعدہ رسم الخط* کتا$ پ F ہے اور صاحبان رسم الخط نے* ئے مربوط* مدوّر کے لیے گول شکل دو نقطوں کے ساتھ قرار دی ہے اور اس شکل کا* م مدوّ 'ت' ہی رکھا ہے۔ اس لیے اس کے ۴۰۰ عدد محسوب کو* چاہیے۔ نواب عز. B ولا اسی مؤقف کی حما$ کرتے ہیں، ان کے خیال میں 'ہماری ذاتی رائے اور ہمارا مسلک یہ ہے کہ* ئے مبسوط* مدورہ کے چار سو عدد لیے جا N خواہ وہ حا - وقف میں ہو* نہ ہو[۲۱] جلال لکھنوی بھی اسی موقف کی* G کرتے ہیں۔[۲۲]

دوسرے اَ وہ سے تعلق ر p والے افراد کا کہنا ہے کہ چوè گول 'ۃ' بلحاظ صورت کتا$ 'ہ' ہے اور جمل کے قاعدۂ عام نے مکتوب کو معتبر جا* ہے لہٰذا ان کی رائے میں گول 'ۃ' کے عدد مثل 'ہ' کے* پنچ محسوب ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ کتا$ میں اُس کی شکل 'ہ' کے مثل ہے، خواہ وہ حا - وقف میں ہو* غیر وقف میں۔[۲۳]

تیسرے اَ وہ کا کہنا یہ ہے کہ گول 'ۃ' غیر حا - وقف بلاشبہ 'ۃ' ہے۔ اس لیے کہ اس کی صورت خاص نقطوں کے ساتھ 'ۃ' ہی کے* م سے وضع کی گئی ہے اور قرأت میں اس کی آواز سے بھی 'ۃ' ہی کا وجو* $ ہے۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ اس کے ۴۰۰ عدد محسوب نہ ہوں۔ البتہ حا - وقف میں اس کے* پنچ عدد محسوب ہونے چاہئیں۔ اس لیے کہ کتا$ سے نقطے بھی . ف ہو جاتے ہیں اور قرأت میں آواز بھی+ ل جاتی ہے۔ اس کی شکل اور 'ہ' کی شکل میں کوئی فرق بھی* قی نہیں رہتا۔ مز+ یہ کہ اہلِ نحو نے اس کو 'ہ' ہی سے تعبیر کیا ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہم اس کے ۴۰۰ عدد محسوب کریں۔ اِس سلسلے میں نواب عز. B ولا نے صاحبِ معدن الجواہر کا بیان Ü کیا ہے:

#. کبھی* ن عربی میں* ئے مدوّر مستعمل ہوتو اس کی دو* ý ہیں۔ اَ ضما متعلقہ اور علامتِ* M

اس کے ساتھ ملحق ہوں تو اس کے چار سو عدد محسوب ہوں گے جیسے رحمۃ اور دولتک اور اگ ضمائ متصلہ اور علامت M اس کے ساتھ ملحق نہ ہو تو پھر اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ ا یہ کہ وسط ترکیب کلام اور فقرہ کے ر واقع ہو جیسے جنۃ الفردوس اور رحمۃ اللہ میں، تو ایسے ئے مدورہ کے پنج عدد (چار سو؟) لیے جاویں گے اور دوسرے یہ کہ آ کلام میں واقع ہو اور حا وقف میں رہے جیسے قسیم النار والجنۃ تو ایسے ئے مدوّرہ کو 'ہ' قرار دے کر اس کے پنج عدد ہی محسوب ہو ضرور ہے اور اس کے خلاف عمل جا۔ [۲۴]

امام بخش صہبائی کا بیان جسے منشی انوار حسین تسلیم سہوانی نے 'ملخص تسلیم' میں درج کیا ہے وہ بھی اسی ت کی G کرتا ہے۔[۲۵] ایرانی مصنف حسین نخجوینی اپنی تصنیف 'مواد التواریخ' میں اسی موقف کی G میں رقم طراز ہیں:

درکلمۂ الجنہ والروضہ وامثال آنہا اگ درحال وقف ا مثل دخل الجنۃ آ الجنہ ھا حساب شود وا اضافہ شود مثل (جنۃ الفردوس) آ جنۃ حساب شود۔[۲۶]

ترجمہ: لفظ جنہ، روضہ اور ان کی مثل دوسرے الفاظ اگ حا وقف میں ہوں جیسے دخل الجنہ تو الجنہ کا آ ی حرف 'ہ' محسوب ہوگا اور اگ اضافہ ہو جیسے جنۃ الفردوس تو لفظ جنہ کا آ ی حرف 'ۃ' محسوب ہوگا۔

مذکورہ بالا ت کی تصدیق میں محمد عاکف کی کہی ہوئی رنج جو انہوں نے میرزا قطب الدین مائل کی وفات کے حوالے سے کہی تھی 'جعل جنۃ مثواہ' کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ اس مادہ رنج میں انہوں نے لفظ جنۃ کے آ ی حرف کے چار سو اور لفظ مثواہ کے آ ی 'ۃ' کو 'ہ' کا مقابل سمجھتے ہوئے پنج عدد لیے ہیں۔[۲۷]

اس حوالے سے ڈاکٹر خالد حسن قادری کا موقف ہے:

> "The point we wish to make is that this controversy is neither new nor is in our opinion unique. Our opinion that where ۃ is pronounced is 'ت' it must, as a rule, be counted for 400 and where it is pronounced as 'ہ' it must always be counted for five is more relevant to the tone, temperament and needs of Urdu today than it ever was"[۲۸]

اگ ڈاکٹر صا # لفظ کی ادائیگی اور آواز کے ساتھ لفظ کی کتا$ کو بھی اعداد کے استخراج میں شامل کر e تو ان کا موقف مزی مضبوط ہوسکتا تھا۔

'ۃ' کے اعداد محسوب کرنے کے سلسلے میں مورخین میں کسی حتمی فیصلے پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا۔ اس بحث کو پیچیدہ بنانے میں ان رنج گو شعراء کا ہاتھ رہا ہے جنہوں نے اپنی مرضی سے کبھی 'ۃ' کے چار سو اور کبھی پنج عدد محسوب کیے ہیں۔ اس O رمبحث کو سامنے ر p ہوئے تیسرے اگ وہ کے موقف کو قبول کر چاہیے کیو è ان کے دلائل زیدہ ٹھوس اور F قیاس ہیں۔ لہٰذا رنج کہتے ہوئے ئے موصولہ کے چار سو عدد اور ئے موقوفہ کے پنج عدد محسوب کر چاہئیں جیسا کہ محمد عاکف کی رنج 'جعل جنۃ مثواہ' میں محسوب ہوئے ہیں کیو è ئے موصولہ پر عموماً نقطے لگائے جاتے ہیں اور ئے موقوفہ پر نہیں اور وہ پڑھنے میں بھی 'ہ' کی آواز دیتا ہے۔ لہٰذا کتا$ کو معتبر خیال کرتے ہوئے اسی فیصلے کو اختیار کر زیدہ بہتر ہوگا۔

امیر مینائی نے اس لغت میں* ئے مدورہ اور* ئے موقوہ دونوں کے* پنچ عدد لیے ہیں۔مثلاً قبۃ الاسلام(۴۷۰)مدینۃ الاسلام (۴۷۲)علیہ اللعنۃ(۳۰۱) مقدمۃ الجیش(۵۳۳) لعنۃ اللہ علیہم اجمعین(۵۸۰) درۃ التاج(۶۴۴)رحمۃ القہقہر ی(۷۲۴) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ(۹۴۰) رحمۃ اللہ علیہا(۹۴۱)رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہن (۱۰۹۵)اولئک علیھم صلوات من ربھم ورحمۃ(۱۳۴۵) آ ی الذکرآ$ میں صلوات کی دراز ت کے تو ۴۰۰ عدد محسوب کیے لیکن رحمۃ کی ۃ کے ۵ عدد محسوب کیے ہیں* .قی تمام الفاظ میں* ئے موقوفہ اور* ئے موصولہ کے* پنچ عدد ہی محسوب ہوئے ہیں۔امیر مینائی نے اپنے شعری مجموعہ ’مراۃ الغیب‘‘ ۱۲۸۹ھ کے* م میں بھی* ئے مدورہ کے* پنچ عدد محسوب کیے ہیں۔

راقم الحروف کے, د ی- ان کا یہ فیصلہ در - نہیں تھا اور نہ اکابرِ* ریخ گو کے, د ی- ایسا کر* پسند± ہ فعل رہا ۔چوèفنِ جمل میں کتا$, پہ ہیC درکھی جاتی ہے اور کتا$ میں* ئے مربوطہ چوè’ت‘ ہوتی ہے اور وہ لکھنے میں بھی آتی ہے اور بولنے میں بھی’ت‘ کی ہی آواز دیتی ہے اس لیے اس کے ۴۰۰ اعداد ہی e چاہییں۔. # کہ* ئے موقوفہ چوè نہ لکھنے میں آتی ہے اور نہ بولنے میں آتی ہے اس لیے اس کے* پنچ عدد محسوب کر* ہی جا, و مستحسن ہیں۔

ج۔ ہمزہ:

ہمزہ کے عدد محسوب کرنے ، نہ کرنے اور کتنے کرنے کے حوالے سے مورخین کے بیا* ت میں خاصا اختلاف دیکھنے میں آ* ہے۔بعض مورخین کے, د ی- ہمزہ کے عدد کو محسوب کیا جا* ہے اور بعض کے, د ی- نہیں کیا جا* ہے کچھ ایسے بھی ہیں جن کا خیال ہے کہ بعض مقامات, پہ ہمزہ کا عدد محسوب کر* چاہیے اور بعض جگہ نہیں کر* چاہیے۔اس حوالے سے, ڑی پیچیدہ صورتِ حال سامنے آتی ہے۔ہمزہ کے حوالے سے صورتِ حال کو واضح کرنے کے لیے مورخین کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں۔

’’سرودِ غیبی‘‘ میں محمد علی جو* ی مراد* . دی کا بیان ہے:’’دیئے اور لئے میں بھی دو* ی ہیں اور جہاں ہمزہ واقع ہوگا اور جس صورت, پہ واقع ہوگا اوس کے عدد لیں گے اور بعض نے نہیں لیے۔موقع شرط ہے۔[29]

محمد عز, ز اللہ عز, ز نے ’بیان التواریخ‘ میں ہمزہ, پہ بھی بحث کی ہے ان کا خلاصہ سعید الظفر نے اپنے ا ی- مضمون Ü کیا ہے۔

> ہمزہ عربی الفاظ میں الف کے بعد شمار ہو* ہے اور نہیں بھی۔ فارسی اضافت وغیرہ کا ہمزہ نہیں H جا* ۔
> دوسرے معاملوں میں اصل مصنف کا ا5 دیکھنا چاہیے۔[30]

منشی نجم الغنی لکھتے ہیں:

> ہمزہ کا کہ اس کی صورت یہ ہے (ء) بعض ا ی- عدد شمار کرتے ہیں اور بعض شکل* ی لکھ کر دس عدد محسوب کرتے ہیں۔بعض مہمل چھوڑ دیتے ہیں، عدد نہیں e ۔تینوں صورتیں جا, ز ہیں۔[31]

دُرگا, پرشاد* در کا بیان ہے:

جس کلمہ کے آ ‍ میں ہائے مختفی ہو اور وہ مضاف ہو تو علاوہ ہائے مختفی کے ہمزۂ اضافی کو بھی شمار کریں گے مثلاً خانۂ : ا، اس میں 'ہ' کو بھی گنیں گے اور ہمزہ کو بھی شمار کیا جائے گا۔[۳۲]

سیّد مسعود حسن کا بیان ہے:

ہمزہ اوّل* ِ آ ‍ میں آئے تو ا ِ- عدد لیا جاوے گا اور اَ/ وسط میں آئے اور صورت* ِ پیدا کرے تو اس کے دس عدد لیے جا N گے۔[۳۳]

غلام علی آزاد بلگرامی لکھتے ہیں:

مختفی ںُ+ کہ ہمزۂ کہ بعد الف می آ+ِ مورخان فرس اکثر اورا بجای الف داشتہ در* ریخ حساب می کنند چنانچہ در* جمۂ خاں عالی گذ ‍ - کہ ہمزۂ التقاء وارد مصراع 'نحو جا ‍ کرد اینجا التقائے ساکنین' محسوب ساختہ وگاہی حساب نمی کنند ز ِ ا کہ شکلی از اشکال حروف تہجی+ ارد چنانچہ در* ریخ میر یحییٰ کہ مورخ ہمزۂ احیاء را محسوب نہ ساختہ و مورخان عرب,. عکس ایں عمل کنند یعنی اکثر حساب عمل نمی کنند وگاہی کنندہ وقت ضرورت مثلاً* ر [از قرآن* ِ حد$* ِ فتہ میر عبدالجلیل بلگرامی* ریخ جلوس محمد فرخ سیر* . دشاہ مطابق سنہ اربع و , ین و مآتہ والف (یورثہا من یشاء*) ِ فتہ و ہمزہ را حساب کردہ گویند* ریخ مذکور* . ایں بیعت میر یحییٰ,. لوح مزار او نقش کردہ# ۔[۳۴]

یہ وہ بیا* ت ہیں جو اس فن کے ماہرین نے ہمزہ کے سلسلے میں بیان کیے ہیں۔ اب مذکورہ* . لا بیا* ت کو* . لترM تجزیے کی کسوٹی,پ ,پ کھا جا* ہے۔

جو* ِ مراد* . دی کی رائے میں لیے اور دیے میں دو* ِ ہیں اس لیے انہوں نے دونوں کے ۲۰ عدد محسوب کیے ہیں۔ لئے اور دیئے میں انہوں نے ہمزہ کو 'ی' کا قائم مقام جان کر اس کے ۱۰ عدد محسوب کیے ہیں۔ آگے چل کر ان کا بیان ہے ''جہاں ہمزہ واقع ہوگا اور جس صورت میں ہوگا اس کے عدد لیں گے۔'' یہاں شا+ِ ان کی مراد تلفظ سے ہے کہ ہمزہ جہاں,پ جو آواز دے گا اسی آواز کے مطابق اس کے عدد لیے جا N گے۔ مثلاً لئے اور دیئے میں 'ء'، 'ی' کی آواز دے رہا ہے اس لیے اسے 'ی' کا قائم مقام جان کر ۱۰ عدد 8 ہوں گے۔ اسی طرح . # ہمزہ شروع* ِ آ ‍ میں آ* ہے تو وہ الف کی آواز دیتا ہے لہٰذا وہاں اس کا ا ِ- عدد محسوب کر* ہوگا۔ ان کے خیال میں ایسے مواقع ,پ بعض لوگ ہمزہ کے عدد محسوب نہیں کرتے 'موقع شرط' ہے سے ان کی مراد سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اَ/ ان کی مراد یہ ہے کہ یہ دیکھنا,پڑے گا کہ مورخ نے اس مقام ,پ ہمزہ کے کتنے عدد لیے ہیں تو یہ کوئی* . ت نہ ہوئی اور اَ/ وہ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ* ریخ نکالتے ہوئے اَ/ ہمزہ رکاوٹ ڈال رہا ہے تو اس کے عدد محسوب نہ کیے جا N تو یہ ان کے سابقہ بیا* ت میں تضاد پیدا کر دیتا ہے۔ اصل مسئلہ تو اعداد کے استخراج کا ہے۔ اَ/ کسی مادہ* ریخ ,پ سالِ مطلوبہ درج نہیں ہو اور نہ* ریخ نکالنے والے کو معلوم ہو کہ مذکورہ واقعہ کس سنہ میں وقوع+ ِ, ہوا ہے تو مادہ* ریخ سے در - سالِ مطلوب کس طرح حاصل ہوں گے۔

ہمزہ کے حوالے سے عزیز اللہ عزیز کا بیان مبہم ں ہوا ہے۔ اس سے کوئی واضح صورتِ حال سامنے نہیں آتی۔ اس

بیان سے صرف یہ معلوم ہوٴ ہے کہ مورخین نے ہمزہ کے اعداد محسوب کیے ہیں اور نہیں بھی کیے۔ اسی طرح ان کا دوسرا بیان 'دوسرے معاملوں' میں اصل مصنف کا ا5 دیکھنا چاہیے سے' ان کی مراد شاٴ یہ ہے کہ یہ دیکھنا چاہیے کہ مصنف نے ہمزہ کو کتا$ میں کس طرح استعمال کیا ہے۔ ان کا یہ بیان کہ فارسی اضافت میں جو ہمزہ آئے گا اس کا عدد محسوب نہیں کیا جائے گا، واضح ہے۔

منشی نجم الغنی کے بیان سے کوئی واضح صورتِ حال سامنے نہیں آتی اور نہ انہوں نے کوئی حتمی رائے دی ہے۔ انہوں نے ہمزہ کے عدد محسوب کرنے* نہ کرنے کے حوالے سے تین نقطہ ہائے Ā بیان کر دیئے ہیں اور تینوں کو جاٴ بتاٴ ہے۔ اگر ان کی یہ* بات مان بھی لی جائے تو کس طرح معلوم ہوگا کہ کس مقام پر ہمزہ کے کتنے عدد محسوب کرنے چاہئیں اور کس مقام پر ہمزہ کے عدد محسوب کرنے در یہ نہیں ہوں گے۔

دُرگا پر شاٴ در نے ہمزہ کی صرف ایک صورت کا بیان کیا ہے۔ فارسی ترکیب جیسے خانۂ : ا میں انہوں نے ہمزہ کا عدد محسوب کیا ہے۔ اُن کا یہ بیان نہ صرف جمہور علماء کے خلاف ہے بلکہ صحیح بھی نہیں۔ ہمزہ حروفِ تہجی میں سے کوئی حرف نہیں پھر اس کے عدد محسوب کرٴ کیوں جاٴ ہوا اس کے متعلق وہ کوئی صرا # نہیں کرتے۔ ان کا مذکورہ بیان عزیز اللہ عزیز کے بیان کی تردید کرٴ ہے جو کہ صحیح نہیں۔

مسعود حسن صا # نے ہمزہ کی تینوں صورتیں بیان کی ہیں اور یہ بھی صرا # کی ہے کہ کس مقام پر ہمزہ کے کتنے عدد محسوب ہوں گے، لیکن ان کا یہ فیصلہ اکثر مورخین کے بیاٴت کی Gنہیں کرٴ کہ ہمزہ اوّل* آ میں آئے تو اس کا ایک عدد محسوب کرٴ چاہیے کیوè اکثر فارسی اور اردو ریخوں میں اول و آ والے ہمزہ کا عدد محسوب نہیں کیا جاٴ۔ البتہ عربی میں ایسا ضرور دیکھنے میں آٴ ہے۔

آزاد بلگرامی کے بیان سے صرف یہ ظاہر ہوٴ ہے کہ ہمزہ کے عدد محسوب کرنے* نہ کرنے کے حوالے سے مورخین میں اختلاف ہے، لیکن ان کا نقطۂ Ā کیا ہے وہ واضح طور پر سامنے نہیں آٴ۔ عبدالجلیل بلگرامی کی ریخ میں تو ہمزہ کا ایک عدد محسوب ہوا ہے، لیکن ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ میر یحییٰ نے ہمزہ کا عدد محسوب نہیں کیا۔ شاٴ ان کا کہنا یہ ہو کہ عربی میں لفظ کے آ میں آنے والے ہمزہ کا عدد تو محسوب کیا جائے گا، لیکن فارسی لفظ کے آ میں آنے والے ہمزہ کا عدد محسوب نہیں کریں گے، لیکن اگر ہمزہ کسی لفظ کے اول* درمیان میں آئے تو عدد کے محسوب کرنے کے حوالے سے کیا عمل کرٴ چاہیے۔ اس حوالے سے کوئی وضا # نہیں کی۔ آزاد بلگرامی کا مذکورہ بیان ہمزہ کے عدد کے محسوب کرنے* نہ کرنے اور کس مقام پر کتنے عدد محسوب کرنے کے حوالے سے کوئی حتمی رائے نہیں دیتا۔ 'ٴ انۂ عامرہ' میں ان کا یہ بیان بھی مرقوم ہے: ''اماٴ ریخ گوٴ ین عرب ہمزہ را کہ بعد الف می آٴ حساب نمی کنند''[۳۵] ان کا یہ بیان عبدالجلیل بلگرامی کے موقف کی تردید کرٴ ہے۔ آزاد بلگرامی کے بیاٴت کے حوالے سے ولا کا بیان ہے:

> آزاد بلگرامی نے نہ تو شعرائے قدیم عرب کی انٴ ریخوں کی Ü کی اور نہ ان کے* م گنوائے محض ٴ کرہ میں ان کے مسلک جمل کا ذکر* ہے اور موقع کے لحاظ سے یہ معلوم ہوٴ ہے کہ گوٴ وہ شعرائے عرب یعنی

مافی ذہنہ سند ہیں۔عبدالجلیل بلگرامی کے لیے یہ جو ارشاد ہوا ہے کہ مورخان عرب کے* پس آیتِ قرآنی اور حد$ t ی سے ملے ہوئے مادہ میں ایسا عمل بعض وقت جاٖ قرار* ہے۔اس کے متعلق بھی متقدمین کے کسی ایسے مادہ* ریخ کی سند نہیں پیش ہوئی* کہ ہم اس سے اس* بت کا + ازہ کر h ہیں کہ مورخان کا مرتبہ فن جمل میں کیسا ہے۔ ہمارے رو. و اس کے متعلق بھی جو کچھ ہے وہ آزاد بلگرامی کا + کرہ اور عبدالجلیل بلگرامی کی* ریخ ہے اور بس ۔ پس ایسی حا - میں ہم ای- عام قاعدہ کے مقابلہ میں جس کی تصدیق محققین ومتقدمین کے اقوال متعددہ سے ہوتی ہے۔ایسے استثناہی کو جاٖ قرار دیتے ہیں۔عبدالجلیل بلگرامی کو ضرورت وقت نے ایسے عمل* جاٖ پر مجبور کیا ہوگا* فن جمل میں انہوں نے اپنی معلومات کو اسی حد- ** ہوگا* ان سے K ح ہوا ہوگا۔[۳۶]

ہمزہ کے عدد محسوب کرنے* نہ کرنے کے حوالے سے نواب عزیز B ولا کی رائے بڑی واضح ہے۔وہ لکھتے ہیں:

> وہ ہمزہ جو الف کے بعد آئے* 'ؤ' کے بعد اس کا کوئی عدد محسوب نہیں ہوگا، لیکن جو ہمزہ ان الفاظ پر آئے جو 'ی' کی آواز دیں مثلاً آئی، گئی، ہوئی، ہوئے، للچائی، کوئی، چھوئی، چھوئے، وغیرہ ان . میں دو* محسوب ہوں گے اور یہی مسلک در - ہے۔اکثر مورخین کا قول بھی یہی ہے اور اکثر* ریخیں اسی حساب سے در -* $ ہوتی ہیں۔[۳۷]

امیر مینائی کا مؤقف بھی یہی ہے۔ان کا بیان ہے'' میں نے اب یہی مشرب اختیار کر لیا ہے کہ ''آئی'' اور ''آئے'' اور ''گئی'' اور ''گئے'' . میں دہری ''ی'' خیال کی جائے اور ۲۰ عدد لیے جا N ۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ''آئے'' میں ۱۰ عدد اور ''آئی'' میں ۲۰ عدد شمار کیے جا N گے۔1 اب بعض وجوہ سے* ئے معروف او* ئے مجہول دونوں کے ۲۰ عدد قرار دیے ہیں بلکہ ۲۰ عدد لیے ہیں۔البتہ ''بوئی'' میں ''ی'' نہیں لکھی ہے۔واو کو اضافت دی ہے چنانچہ دیوان میں بھی بغیر ''ع'' کے چھوڑ* ہے اور مادہ* ریخ میں بھی اس سے بحث کی ہے1 میں اس کو پسند نہیں کر*''۔[۳۸]

دلچسپ* بت یہ ہے کہ امیر مینائی نے ۲۸ فروری ۱۸۹۶ء کو منشی نعیم الحق آزاد کے* م خط میں ای- * ریخ بھیجی تھی اس میں ''ئے'' کے ۱۰ عدد لیے ہیں* ریخ یہ ہے۔

دل کی افسردگی کے وقت امیر سیر خلوت ہے سیر کے قابل
عیسوی ہے یہ مصرع* ریخ سیر خلوت / ہ کشائے دل
۱۸۹۶ء[۳۹]

ہمزہ کے حوالے سے امیر مینائی کسی ای- مؤقف کے قائل نہیں رہے اور غالباً اس حوالے سے ان کے ذہن میں کوئی واضح مؤقف بھی نہیں تھا۔اس کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جس کا + کرہ کسی اور مقام پر کیا جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ہمزہ کے اعداد استعمال بھی کیے ہیں اور نہیں بھی کیے۔اس لغت میں بھی کچھ ایسی ہی صورتِ حال سامنے آتی ہے۔مثلاً ۱۶۹ کے تحت بناء علیہ لکھا ہے اور حاشیے میں لکھا ہے کہ'' دریں جا حرف ہمزہ محسوب ا - '' ۴۰۸ کے تحت ماشاء اللہ، ۸۷۷

کے تحت ''ضیاء اللہ''، ۹۰۶ کے تحت 'ضیاء الدین' اور ۹۵۰ کے تحت ''ضیاء الحق'' کے الفاظ درج کیے ہیں تینوں* موں میں ہمزہ کا کوئی عدد محسوب نہیں کیا۔ ۳۴۳ کے تحت ''مسبحان 5ء اعلیٰ'' تحریر کیا ہے لیکن ہمزہ کا عدد محسوب نہیں کیا۔ . # کہ ۱۲۷ کے تحت لفظ '' ماء الجبن'' تحریر کیا ہے اور اس کے حاشیے پر لکھا ہے کہ ''ک عدد ایں پنڈ ہمزہ و اَ فتنش ہر دو در ا '' یہاں ہمزہ کو شامل بھی کر رہے ہیں اور نہیں بھی کر رہے۔ ہر دو صورتوں کو قبول کر رہے ہیں۔ اسی طرح جہاں ہمزہ 'ی' کا قائم مقام ہو یعنی 'ی' کی آواز دے وہاں ہمزہ کے دس عدد شمار کیے ہیں۔ مثلاً آئنہء آسمان کو ۲۸۸ کے تحت درج کیا ہے۔ اس میں پہلے ہمزہ کو 'ی' کا قائم مقام مان کر اس کے دس عدد لیے ہیں اور دوسرے ہمزہ کو ز. سمجھتے ہوئے کوئی عدد محسوب نہیں کیا۔ آئنہ داری، آئنہ دل میں ہمزہ کے دس عدد لیے ہیں۔ اَ کسی, کیب میں ء اور ی ساتھ آ N تو پھر دونوں کے عدد محسوب کیے ہیں۔ مثلاً آئینہ دل (۱۰۰) آئینہÃ (۱۲۲۶) ہر آئینہ (۲۸۱) آ M خلافت میں دو ی کے عدد یعنی ۲۰ عدد لیے ہیں اور اکثر الفاظ کے حاشیے میں لکھ بھی دٔیہ ہے ''+ دٔ تحتا 6ا ''۔ اسی طرح ''ئی'' کے بھی ۲۰ عدد لیے ہیں۔ ۲۳۳ کے تحت افسانہ گوئی لکھ کر کاٹ دٔیہ اور اسے ۲۴۳ کے تحت درج کیا اور اس کی جگہ ''پیرائی'' کا لفظ درج کر دٔیہ ہے کیوè اس سے ۲۳۳ اعداد برآمد ہوتے ہیں اور اس میں ''ئی'' کے ۲۰ عدد ہی لیے گئے ہیں۔ اس سے واضح ہو ہے کہ امیر مینائی ''ئی'' کے ۲۰ عدد e کے قائل تھے۔ دیکھیے: بی پروائی (۲۴۱) اَ ائی (۲۴۱) دشت پیمائی (۷۷۷) خود رائی (۸۳۱) خلد آرائی (۸۵۶) غلط úئی (۱۱۵۰) عالم آرائی (۳۶۳)۔ شہنائی (۳۷۶)۔ شنوائی (۳۷۷)۔ جہان آرائی (۳۸۱) کربلای معلیٰ (۴۱۳)۔ ڈھٹائی (۴۳۰)۔ تہائی (۴۲۶)۔ یکتائی (۴۵۱)۔ تنہائی (۴۷۶)۔ تو*ئی (۴۷۸)۔ ستائی (۴۸۱)۔ فرمانروائی (۵۹۸) *شکیبائی (۴۰۴)

اَ کسی لفظ کے آخر میں ی کا حرف آئے تو اس کے دس عدد لیے ہیں۔ خواہ ہم بولنے میں ''ئی'' کی آواز کے ساتھ ادائیگی کرتے ہوں۔ مثلاً ۔ دلکشای (۳۶۵)۔ شہنای (۳۶۶)۔ جہان آرای (۳۷۱)

ایسی, اکیب جہاں ہمزہ تحریر کے طور پر استعمال ہوا ہے وہاں بھی اسے اعراب سمجھتے ہوئے کوئی عدد محسوب نہیں کیا۔ مثلاً شعلہء صبح (۵۴۵)۔ دروازہء گوش (۵۴۹)۔ پنجہء لاجورد (۵۰۴)۔ کاسہء آتشیں (۸۴۷)۔ پردہء ہفت رنگ (۹۶۶)۔ پنجرہء لاجورد (۵۰۴) قبہء زربفت (۷۹۶)، پردہء ہفت رنگ (۹۶۶)۔ چشمہء سیماب (۴۶۱) میں ہمزہ کا کوئی عدد محسوب نہیں کیا۔

درج ذیل الفاظ میں ہمزہ ی کا قائم مقام کے طور پر آیا ہے۔ اس لیے یہاں ہمزہ کو ی سمجھتے ہوئے دس عدد لیے ہیں۔ اما$ * ئستہ (۹۷۰) شائستہ کار (۹۹۷) طوائف (۱۰۶) Cئن (۱۲۳) K ئج (۱۲۴) حدائق (۱۲۳) خلائف (۷۲۱) طوائع (۱۱۶) گنبد مائل (۱۵۷) سائبانظلمانی (۱۱۵۵) رائض (۱۰۱۱) آسائش (۳۷۲) شاDن (۳۸۲)۔ فرمائندہ (۳۹۰)۔ آئنہ سکندر (۴۰۰)۔

اساتذہء فن کے بیانات کی روشنی میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض اساتذہ کے نزدیک اَ مصرع* رنگ میں ''ی'' دب کر آئے تو اسے غیر محسوب کیا جائے گا اور دب کر نہ آئے تو بیس۔

ان اختلافات کے علاوہ تین اور معا5ت ایسے ہیں جن کو ذہن نشین رکھنا ضروری ہے۔اَ چہ ان معا5ت پر مورخین میں اختلاف تو نہیں، لیکن اس سے آگاہی کے بغیر غلطی کا امکان بہرحال ہوسکتا ہے۔ ان میں کھڑی زبر، تنوین اور تشدید شامل ہیں۔اب ان تینوں پر علیحدہ علیحدہ روشنی ڈالی جاتی ہے۔

i۔ کھڑی زبر: یہ کوئی حرف نہیں بلکہ حرکت ہے۔کتابت کے قاعدے سے اس کو الف میں شمار نہیں کیا جاتا۔ یہ مختصر سی علامت ہے جو الف کی صورت میں ہوتی ہے۔ یہ رسم الخط ہے اس کا مقصد قاری کو آگاہ کرنا ہوتی ہے کہ اسے الف کی آواز میں پڑھا جائے مثلاً عیسیٰ، موسیٰ، رحمٰن وغیرہ کی 'ی' اور 'میم' کو الف کی آواز کے ساتھ موسا، عیسا اور رحمان پڑھا جائے گا، لیکن چونکہ حساب جمل میں کتابت کو ترجیح دی جاتی ہے اس لیے ان کے اعداد کو محسوب کرتے ہوئے، موسیٰ، عیسیٰ کی 'ی' کے دس عدد اور رحمٰن کی 'م' کے ۴۰ عدد شمار کیے جائیں گے۔ البتہ کسی تاریخ گو نے خود ہی عیسیٰ کو عیسا، موسیٰ کو موسا اور رحمٰن کو رحمان کی صورت میں لکھا ہو تو پھر اسی طرح اس کے اعداد محسوب کیے جائیں گے۔امیر مینائی نے بھی یہی اصول اختیار کیا ہے۔'حمائل تاریخ' میں درج کیے گئے الفاظ اگرچہ بہت کم ہیں لیکن کہیں بھی کھڑی زبر کا کوئی عدد محسوب نہیں کیا گیا۔ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

ام القریٰ (۳۸۲) سمٰوات (۵۰۷) کسریٰ بارگاہ (۵۱۹) عیدا ' (۹۰۳) رضای مولی از ہمہ اولیٰ (۱۲۰۲)

ii۔ تنوین: یہ بھی کوئی حرف نہیں بلکہ علامت ہے جیسے دفعتاً کے آخری حرف الف پر دو زبر۔ چونکہ یہ بولنے میں نون کی آواز دیتا ہے۔اس لیے اس سے دھوکا ہوسکتا ہے۔لہٰذا کتابت کے اُصول کو ذہن نشین رکھتے ہوئے اسے الف ہی شمار کیا جائے گا اور اس کا ایک عدد ہی محسوب ہوگا۔امیر مینائی کا مؤقف اور طریق بھی یہی تھا۔ ذیل میں چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔

عیاذاً باللہ (۸۵۰) مشترکاً (۹۶۱) غالباً (۱۰۳۴) بلغاً (۱۰۳۴)

iii۔ تشدید: یہ بھی ایک علامت ہے جو کسی حرف پر اس لیے لگائی جاتی ہے کہ بولنے میں دوہری آواز پیدا کرے مثلاً تدبّر، عزّت، مکرّم اور ملقّب میں حرف، ب، ز، ر اور ق بولنے میں دو مرتبہ ادا کیے جاتے ہیں، لیکن حسابِ جمل میں کتابت کے پیشِ نظر ان حروف کو صرف ایک مرتبہ محسوب کیا جائے گا۔'حمائل تاریخ' میں بھی یہی مؤقف اختیار کیا گیا ہے۔ ذیل میں چند مثالیں درج کی جاتی ہیں۔

امریکن (۲۹۶) لاردّولاکدّ (۲۹۶) عیّار مشرب (۸۲۳) مدّ آب (۸۴۵) ضمّہ (۸۴۵) تفنّن (۹۳۰) مبذّر (۹۴۲) نیّر اعظم (۱۲۷۱)

'حمائل تاریخ' اپنی نوعیت کی منفرد فرہنگ ہے۔یہ ایک ایسی فرہنگ ہے جو تاریخ گو شعرا کے لیے لکھی گئی تاکہ نوآموز اور مشاق تاریخ گو شعرا اس سے مدد لے کر بہتر سے بہتر تاریخ کہہ سکیں۔یہ فرہنگ امیر مینائی کے لیے بھی مفید ہوگئی اور وہ خود بھی اس لغت کا سہارا لیتے ہوں گے۔اس فرہنگ کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا دائرہ دیگر فرہنگوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اس لیے کہ اس میں ایک تو الفاظ عربی و فارسی الفاظ کو الگ اور ہندی الفاظ کو الگ تحریر کیا گیا ہے تاکہ فارسی میں تاریخ کہنے والوں کو بھی سہولت رہے اور ہندی (اردو) میں تاریخ کہنے والوں کو بھی اور دوسری یہ کہ یہ فرہنگ ہوتے ہوئے لغت کا کام

بھی دیتی ہے۔ اس فرہنگ میں سینکڑوں ایسے الفاظ اور ان کے معنی درج کیے گئے ہیں جن کو اگر الگ کر لیا جائے تو وہ بجائے خود ای الگ لغت بن سکتی ہے۔اس لحاظ سے یہ فرہنگ بھی ہے اور لغت بھی۔اس فرہنگ کی یہ خوبی اسے دوسری فرہنگوں سے ,,ت بنا دیتی ہے اور اسی بنا پ اس فرہنگ کو د V فرہنگوں پ فوقیت اور امتیاز حاصل ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ * رالشعرا،مولوی ممتاز علی، بھو*پال،مطبع شاہ جہانی، ۱۳۰۶ھ،ص ۱۶۵

۲۔ دیکھیے :دیوانِ حالی، الطاف حسین حالی، کاZر*ی پریس،۱۸۹۳ء،ص ۳۲۰۔۳۱۹

۳۔ مطالعہء امیر، ڈاکٹر ابو محمد سحر، لکھنؤ،نسیم ب ڈپو،اول، ۱۹۶۵،ص ۱۲۳۔۱۲۰۔مذکورہ* ریخ سے ۳+۱+۵۰+۴۰۰+۱+۲۰۰+۱۰+۶۰۰=۱۲۶۵ھ ,, آمد ہوتے ہیں ۔. # کہ ڈاکٹر ابو محمد سحر صا # نے ۱۲۶۴ھ تحریر کیے ہیں۔

۴۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر کا یہ بیان در ت نہیں۔ اس غیر مطبوعہ مسودے کا در *م حمائل* ریخ ہے۔جس سے ۸ +۴۰+۱ + ۱۰+ ۳۰+۴۰۰+۱+۲۰۰+۱۰+۶۰۰=۱۳۰۰ھ ,, آمد ہوتے ہیں ۔یہی اس مسودے کی تکمیل کی* ریخ ہے۔انھیں غلط فہمی ہوئی۔ مذکورہ *لا مقالہ اسی قلمی مسودے کا تعارف ہے۔

۵۔ ڈاکٹر ابو محمد سحر نے اپنے ڈاکٹر$ کے مقالہ''مطالعہ امیر'' میں K¶+ ہی کی ہے کہ رضا لائبریری رامپور میں 'صفیر آتش*' اور 'شکا$ ر' کے قلمی نسخے موجود ہین جن پر کا$ نے* ریخ کتا$* لترM ۱۲۸۱ھ اور ۱۲۸۲ھ تحریر کیا ہے۔ (مطالعہ امیر ص ۲۶۳۔۲۶۲) جس سے معلوم ہو* ہے کہ یہ دو واسو# ۱۲۸۱ھ اور ۱۲۸۲ھ میں لکھے جا چکے تھے لیکن ان کے* ر [* موں سے ۱۲۸۴ھ مستخرج ہو* ہے۔جس سے یہ معلوم ہو* ہے کہ امیر مینائی نے ان کے* م بعد میں رکھے۔کریم الدین نے اپنے پی ایچ ڈی کے مقالے' امیر مینائی اور ان کے تلامذہ' ص ۲۵۷ میں ان چھ واسوختوں کی تخلیق کا سال ۱۲۸۴ھ تحریر کیا ہے۔جو مذکورہ *لا بیان کی روشنی میں در *ت $ نہیں ہو*۔نصیرالدین ہاشمی نے K¶+ ہی کی ہے کہ اسٹیٹ لائبریری حیدر* د آ+ ھرا پردیش میں امیر مینائی کے واسوختوں کا ای مجموعہ موجود ہے جس میں چھ واسو# ہیں ۔انھوں نے ان کے* م 'شکا$ ر'، 'غبار طبع'، 'حسد غبار'، 'صغیر آتش*' اور* ب اضطرار' تحریر کیے ہیں۔ (کتب خانہ آصفیہ کے اردو مخطوطات ،نصیرالدین ہاشمی، جلد اول،حیدر* د دکن، مطبع ا براہیمیہ ، ۱۹۶۱ء ص ۵۸۔۵۷)۔نصیر الدین ہاشمی نے دو واسوختوں کے* م تحریر کرنے میں غلطی کی ہے ۔ وہ واسو# 'حسد اغیار' اور 'صفیر آتش*' ہیں جنھیں انھوں نے 'حسد غبار' اور 'صغیر آتش*' تحریر کیا ہے ۔کریم الدین نے بھی ای واسو# کا* م 'حد اغیار' تحریر کیا ہے جو صحیح نہیں۔(امیر مینائی اور ان کے تلامذہ ص ۲۵۷)۔ ہاشمی صا # نے اس مجموعے کا* م واسو# امیر مینائی تحریر کیا ہے ۔اور اس کے نیچے لکھا ہے''شکا$ ر '* ر [* م ہے'' (ص ۵۷) جس سے مترشح ہو* ہے کہ انھیں یہ معلوم نہیں کہ تمام* م* ر [ہیں۔ غالباً پہلا واسو# 'واسو# اردو' ہوگا جسے انھوں نے واسو# امیر مینائی عنوان دے دیا ہوگا۔ 'شکا$ ر' پہلا واسو# ہوگا اور اس کے نیچے ۱۲۸۴ھ لکھا دیکھ کر مذکورہ *لا عبارت لکھ دی ہوگی۔اسی بنا پر انھوں نے سمجھ لیا کہ یہ مجموعے کا* م ہے۔ایسا ہرگز نہیں ۔ یہ پہلے واسو# کا* ر [* م ہے۔ ہاشمی صا # کو غالباً معلوم نہیں تھا کہ *تی* پنچ واسوختوں کے عنوان بھی* ر [ہیں۔انھوں نے اس حوالے سے کوئی K¶+ ہی نہیں کی۔

ڈاکٹر ابو محمد سحر نے 'مطالعہ امیر' میں تحریر کیا ہے کہ یہ تمام واسو# پہلی مرتبہ ۱۲۸۵ھ میں مطبع منشی نول کشور لکھنو سے پ والے واسوختوں کے مجموعے 'شعلہ ء جوالہ' جلد اول میں شائع ہوئے (ص ۲۶۰) ان کا یہ بیان اس لیے در نہیں ہو سکتا کہ واسوختوں کا یہ مجموعہ . سے پہلے ۱۲۸۴ھ میں شائع ہوا۔ اس کی تصدیق درج ذیل ریخ سے ہوئی ہے۔

ہے قابل تحسین قلم فکر امیر حقا کہ رقم کیے ہیں کیا کیا واسو#

ریخ کہی ان کی سرد اسیر دلچسپ احبا ہیں یہ زیبا واسو# ۱۲۸۴ھ (ص ۱۴۲)

اس مجموعے کی کتا$ اعظم حسین نے کی۔ مجموعے کے آ ی صفحے پر ا فارسی ئی درج ہے جس کے ا گوشے میں کا $ اعظم حسین ۱۲۸۴ھ تحریر ہے۔ یہ بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ مجموعہ ۱۲۸۴ھ میں کتا$ ہو چکا تھا۔ اس مجموعے میں ص ۱۴۴ پر ۱۷ اشعار پر مشتمل داغ کا قطعہ ریخ بھی درج ہے۔ جس کے آ ی مصرع سے ۱۲۸۵ھ بر آمد ہے۔ آ ی شعر یہ ہے۔

داغ نے اُس کی یہ کہی ریخ درد عشاق حال معشوقاں ۱۲۸۵ھ (ص ۱۴۴)

اس قطعہ ریخ کے نیچے یہ عبارت تحریر ہے۔ ''یہ قطعہ ریخ کا بعد طبع ہو جانے اور قطعات کے ۱۲۸۵ھ کو پہنچا۔ یہ بھی درج کیا H'' اس عبارت سے بھی مذکورہ بالا مؤقف کی G ہوتی ہے۔ دراصل ہوا یوں ہو گا کہ ۱۲۸۴ھ کے آ ی مہینے کے آ ی دنو ں میں کتاب اور مجموعے کی طبا ہو چکی ہو گی کہ داغ کا قطعہ ریخ پہنچا ہو گا۔ داغ اور امیر مینائی کے تعلق کو دیکھتے ہوئے اسے بھی مجموعے میں شامل کر لیا ہو گا۔

امیر مینائی کے واسوختوں کے اس مجموعے کا کوئی م نہیں۔ سرورق پر اول واسو# اردو تحریر ہے اور اس کے بعد اگلے صفحے سے پہلا واسو# شروع ہو جا ہے۔ دراصل یہ پہلے واسو# کا ر [م ہے۔ جسے مجموعے کا م بھی بنا H ممکن ہے سرورق پھٹا ہوا ہو۔ اس امکان کو تقو$ اس سے بھی ملتی ہے کہ مطبع کا م بھی پہلے ورق پر درج نہیں۔ اس کا ا نسخہ انجمن تی اردو کراچی میں موجود ہے۔ چھ واسوختوں کے بعد ص ۱۴۱ پر ''تھوڑا سا حال مصنف کا'' کے عنوان سے امیر مینائیکے حالات درج ہیں اور اس کے بعد مظفر علی اسیر، شیخ ضامن علی ضامن اور داغ کی ریخیں ہیں۔ ص ۱۴۵ سے ۱۴۷ غلط مہ اور آ ی صفحے پر ا فارسی ئی تحریر ہے۔ مجموعے کے صفحات کی کل تعداد ۱۴۸ ہے۔

۶۔ دیکھیے: دیوانِ امیر معروف بہ سم ر [مراۃ الغیب، منشی نول کشور، کا z ص ۱۷۔ اس دیوان میں ان کی کہی ہوئی صرف سترہ ریخیں ہیں۔

۷۔ امیر مینائی اور ان کے تلامذہ، کریم الدین احمد، لاہور، آئینہ ء ادب، اول، ۱۹۸۲ء ص ۲۷۴۔ اسرا L احمد مینائی صا # کا بیان ہے کہ ان کے پاس جو بیاض ہے اس میں تیس چالیس سے زیادہ ریخیں نہیں۔ کریم الدین جس بیاض کا کرہ کر رہے ہیں وہ ہمارے پاس نہیں۔ ممکن ہے کریم الدین نے وہ بیاض صدیق الزماں مرحوم نواسہء امیر مینائی کے پاس دیکھی ہو کیو è ان کے سبھی امیر مینائی کے کچھ نوادرات موجود تھے۔ راقم الحروف کا گمان ہے کہ کریم الدین نے ہندسوں میں صرف ۴۳ (تینتالیس) لکھا ہو گا جسے کتا$ کرنے والے نے غلطی سے ا سو تینتالیس پڑھا ہو گا یا غلطی سے لکھ دیا ہو گا اور وہ وہی بیاض ہو گی جو اس وقت اسرا L احمد مینائی صا # کی مملوکہ ہے۔ (امیر کی ریخ گوئی مقالہ راقم الحروف مطبوعہ تحقیق، سندھ یونیورسٹی

جام شورو، شمارہ نمبر ۱۹، ۲۰۱۰ء ص ۱۱۵)

۸۔ امیر مینائی اور ان کے تلامذہ ص ۲۷۴

۹۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: انیسویں صدی میں فن ٭ ریخ گوئی اور فرہنگِ ٭ ریخ گوئی، مقالہ راقم الحروف ، مشمولہ الا ٓیم، کراچی، جولائی۔ دسمبر ۲۰۱۴ء ص ۱۲۰۔۱۳۷

۱۰۔ اودھ اخبار میں منشی فدا علی فارغ کا ا یہ خط شائع ہوا ہے ۔اس سے معلوم ہ٭ ہے کہ انھوں نے اپنے ا یہ دو ے کی سوانح عمری اور وقائع .. دہ بھی٭ ر [لکھی تھی۔ دیکھیے :اودھ اخبار لکھنؤ ۲۹ نومبر ۱۸۷۶ء

۱۱۔ ارمغان از مرزا محمد جعفر اوج ، مطبع جعفری لکھنؤ، ۱۳۰۵ھ ،ص ۳۳۰۔۳۲۹۔ اوج لکھنوی لکھتے ہیں مرزا طا . علی کلیم نے٭ ریخ ولادت جو عالمگیر کی کہی تو اس میں الف ممدودہ جو لفظ آفتاب میں ہے اس کے دو عدد لے کر ا یہ کا تخرجہ کیا ہے اور مادۂ٭ ریخ سے ا یہ ہزار اٹھا K سنہ ہجری متخرج ہوتے ہیں۔ یہی٭ ریخ میر مہدی حسین الم نے 'گلبنِ٭ ریخ' مطبع فخر Âمی حیدرآ٭ د، ص ۶ میں بھی Ü کی ہے۔

۱۲۔ ارمغان ص ۳۲۹

۱۳۔ دیکھیے : غرا$ الجمل از نواب عزی. B ولا مرتبہ ڈاکٹر حسن الدین احمد ،قومی کو± .. ائے فروغ اردو٭ ن نئی دہلی ،۱۹۹۸ء، ص ۲۷

۱۴۔ گنجینۂ٭ ریخ از میر٭ درعلی رغد ، مطبع فخرِ Âمی حیدرآ٭ د، ۱۳۱۳ھ ص ۲۱۱

۱۵۔ گلبن٭ ریخ از میر مہدی حسین الم ، مطبع فخرِ Âمی حیدرآ٭ د، ۱۳۱۳ھ ص ۷

۱۶۔ آزاد بلگرامی نے 'سرو آزاد' میں بہت سی٭ ریخیں درج کی ہیں۔ درج ذیل٭ ریخیں اسی٭ کرے سے ماخوذ ہیں ۔یہ٭ ریخیں مختلف ٭ ریخ گوشعرا کی کہی ہوئی ہیں۔ ان تمام٭ ریخوں میں 'آ' سے ا یہ عدد ہی حاصل کیا H ہے۔☆¶K آزاد سروِ سبز٭ زہ ۱۱۲۶ھ (ص ۴) ☆ آہ از رضی ۱۰۲۴ھ (ص ۳۱) ☆ شد شاہ جہاں ٭ د از شاہ جہاں ٭ د (ص ۸۶) ☆ آہ آہ امتیاز خان ۱۱۲۲ھ (ص ۱۳۹) ☆ سادات دواش آنچہ *± کرد ۱۱۳۱ھ (ص ۱۶۹) ☆ آیتِ رحمتِ الٰہی آمد ۱۱۵۰ھ (ص ۱۷۷) ☆ آفتاب رفت ۱۱۶۴ھ (ص ۱۸۹) ☆ آہِ رفتند ہر دو زیں عالم ۱۱۶۳ھ (ص ۲۲۰) ☆.. سپہر آمدہ ماہ ۱۰۹۵ھ (ص ۲۲۲) ☆ آں جانِ معنی آرزو رفت ۱۱۶۹ھ (ص ۲۳۱) ☆ آہ آہ Âم ۱۰۰۳ھ (ص ۲۴۵) ☆ قلعہ آ/ ہ/ فت ۱۱۳۱ھ (ص ۲۸۰) دیکھیے : سرو آزاد، غلام علی آزاد بلگرامی، مرتبہ عبداللہ خان ، مطبع دخانی رفاہِ عام، لاہور، ۱۹۱۳ء

۱۷۔ فن٭ ریخ گوئی کی ابتدا از ڈاکٹر آفتاب احمد خان ، ہ بان ، دہلی، جون ۲۰۰۰ء، ص ۹

۱۸۔ ملخص تسلیم از منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی ، مطبع مطلع العلوم و اخبار . اعظم ، مرادآ٭ د، ۱۸۹۶ء، ص ۳۲۔۳۱

۱۹۔ غرا$ الجمل ص ۲۷

۲۰۔ فن٭ ریخ گوئی کی ابتدا از ڈاکٹر آفتاب احمد خان ص ۷

۲۱۔ غرا$ الجمل ۸۵

۲۲۔ افادہ* ریخ ،مشمولہ نگار* ریخ نمبر ،رامپور جولائی ۱۹۶۳ء ،ص ۱۱۔جلال لکھنوی نے 'افادہ* ریخ ' میں اس حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالنے کے بعد امام بخش صہبائی کے مؤقف پ چوٹ کرتے ہوئے اپنے مؤقف کو پیش کیا ہے۔ان کا بیان ہے۔''سنا Hیِ ہے کہ مولوی امام بخش صہبائی مرحوم دہلوی نے* ریخ میں* ئے مدورہ مذکورہ کے چار سیکڑے اور* پنچ احاد e میں ا یِ محاکمہ فرما* یِ ہے یعنی قول فیصل لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ* ئے مدورہ موقوفہ کے تو* پنچ احاد لیے جا N اور موصولہ کے چار سیکڑے مثلاً ب الکعبہ کی تے کے* پنچ احاد لیے جا N اور کعبۃ اللہ کی تے کے چار سیکڑے ۔واہ کیا خوب فیصلہ کیا ہے جس نے قاعدۂ* ریخ ہی کو ہم کر* یِ یعنی صورت کتا $ کو کچھ دخل ہی* ریخ میں نہ رہا۔محض تلفظ پ کہ جس کا مطلق اعتبار* ریخ میں نہیں ہے، دارومدار رکھا Hیِ ہے یعنی ب الکعبہ میں جو درحا ۔ وقف ہے (ہ) ملفوظ ہوتی ہے اس کے* پنچ لیے جا N اور کعبۃ اللہ میں درحا ۔ اصل جو تے ملفوظ ہوتی ہے اس کے چار سو۔اس فیصلہ کو ان کے m ین ہی تسلیم فرما N ۔دوسرا کیونکر مان لے کہ قاعدہ* ریخ ہی مٹا جا* ہے۔'' (ص ۱۲)

۲۳۔ اس حوالے سے آزاد بلگرامی لکھتے ہیں۔''* ریخ جعل جتہ مثواہ نقصانی دارد کہ مؤرخ از* جتہ کہ آ ا در5 عربی بشکل ہا می نویسند چہار صد / فتہ حال آ @è* ± / فت'' (انہء عامرہ ،غلام علی آزاد بلگرامی، مطبع منشی نول کشور ،کاzر ،۱۸۷۱ء ص ۳۳۰) جلال لکھنوی نے 'افادہ* ریخ ' میں بھی اس مؤقف کے حامل شعرا کی تفصیلات درج کی ہیں۔ان کا بیان ہے۔''جو 'ت' کہ رسم الخط عربی میں طویل یعنی دراز لکھی جاتی ہے مثلاً* ئے جمع وغیرہ کے جیسے کائنات ،صفات ، ذات ،ہیہات* غات وغیرہ کی تے ، اس کے چار سیکڑے* ریخ میں لیے جا N گے اور* ئے M اسمی* ئے مصدری وغیرہ کے* پنچ احاد 8 چاہیے کیو è ایسی تے کو رسم الخط عربی میں مدور یعنی / د لکھتے ہیں بہ شکل ہا ،پس جو ہے کے عدد ہوتے ہیں وہی عدد اس تے کے بھی e چاہییں چنانچہ یہ وجہ ہے کہ الف مقصورہ کے بھی جو لفظ اعلیٰ ،ادنیٰ ،عیسیٰ ،مصطفیٰ،عیسیٰ ،مرتضیٰ وغیرہ کے آ میں* ہے ،دس عدد لیے جاتے ہیں۔ا یِ عدد نہیں لیا جا* ۔اس واسطے کہ رسم الخط عربی میں الف مقصورہ بہ شکل* ئے تحتانی لکھا جا* ہے۔پس مؤرخین محقق ثقات نے ایسی تے کے* پنچ ہی عدد لیے ہیں۔یعنی اس تے کو ہے قرار* یِ ہے اور محض کتا $ کا اعتبار کیا ہے۔ چنانچہ استاداول مؤلف جناب میر علی اوسط رشک مغفور نے کسی کتاب موسوم بہدایۃ الشعرا کے ختم کی* ریخ جو فرمائی ہے۔ زغیب* یِ فتم اے رشک مصرع* ریخ ہدایۃ الشعرا جائے حل مصطلحات ۱۲۵۷ھ۔تو اس میں* ئے مدورہ لفظ ہدایۃ الشعرا کے* پنچ احاد لیے ہیں* یِ منشی مظفر علی اسیرؔ مرحوم نے جو نواب امداد حسین خاں صا # بہادر مغفور مخاطب* مین الدولہ وزیِ اعظم امجد علی شاہ* دشاہ لکھنؤ کے کسی مرض سے صحت* پنے کی* ریخ کہی ہے چنانچہ ان کے دیوان فارسی میں موجود ہے ۔اللھم احفظ من البلیۃ ۱۲۶۳ھ ۔اس میں بھی* ے بلیۃ کے* پنچ احاد لیے ہیں* یِ منشی امیر احمد سا # امیرؔ تخلص سلمہ اللہ تعالیٰ ارشد تلامذہ اسیرؔ مرحوم نے جو اپنے دیوان کا* م* ر [مرآۃ الغیب رکھا ہے اس میں بھی* ئے مرآۃ کے* پنچ ہی عدد لیے ہیں* یِ منشی اسمٰعیل حسین a مرحوم شا / درشکؔ مغفور نے جو دیوان سوم اعلیٰ حضرت قدر قدرت : ا* نعمت نواب محمد کلب علی خاں صا # بہادر دام اقبالہم والیِ* یِ ۔ رام پور کا اسم* ر [درۃ الانتخاب ۱۲۹۴ھ رکھا ہے اس میں بھی* ئے دُرۃ کے* پنچ ہی عدد لیے ہیں* یِ مؤلف رسالہ ہذا نے جو اسم* ر [رسالہ ہذا کے آغاز* لیف کا مادۃ التاریخ ۱۲۹۲ھ رکھا ہے اس میں بھی لفظ مادۃ کی تے کے* پنچ آحاد لیے ہیں اور ڑی دلیل تو اس تے یعنی* ئے مدورہ کی ہے (ہ) قرار دینے کی مؤلف کے* پس یہ ہے کہ صا #

مقامات نے جو مقدمہ بست وہشتم میں خطبہ صنعت مہملہ یعنی غیر منقوط لکھا ہے اس میں اس طرح کی N بہت سی آ گئی ہیں کہ وہ . ہا قرار دی جاتی ہیں۔۔۔۔(ص۱۱)

۲۴۔ معدن الجواہر بحوالہ غرائ$ الجمل ص ۸۱

۲۵۔ ملہم* ریخ, جمہ ملخص تسلیم از اقتدار احمد ساحر سہسوانی مطبع مطلع العلوم و اخبار . اعظم ،مراد* د،۱۹۱۲ء ص ۴۴۔امام بخش صہبائی کا بیان یہ ہے۔ ''قسم چہارم چوں مصطفیٰ و مرتضیٰ و مجتبیٰ و حبلی و امثال آں کہ ملفوظ الف ا - ومکتوب* ی در امثال ایں الفاظ عدد حروف حروف مکتوب* شند نہ ملفوظی یعنی عدد حرف آ مصطفے وغیرہ دہ گیر+ نہ ی - و یا این محمول + الفاظ عیسی و موسی و الیٰ و علیٰ و حتیٰ کہ ہمہ در حساب* ی+* تی ما # لفظ کعبہ وشر f ایں دو حال دارد یکے آ è در اسلوب عربی واقع شدہ* ے فوقانی ملفوظ شود چوں کعبۃ الشرعفتہ ۔دوم آ è بسبب وقف بہا+ ل شود* ی در اسلوب فارسی افتد درصورت اول عدد حرف آ آں چہار صد شمرد ہ شود و درصورت* نی@ ولہذا دریں مصرع* ر [کہ در شاہ جہاں* د،. سر مسجدی متصل اجمیری دروازہ واقع وقدیم ا - کندہ + وہاے کعبہ ر@ / فتہ + (کرد کعبہ بنا خلیل اللہ) خلیل اللہ* م شخصے کہ آں را بنا کردہ بود ۔بہر کیف ایں لفظ داخل ا - در قسم سوم و ازیں جنس + قیامۃ و ساعۃ درصورت وقف عمدہ و سیف الدولہ و خفہ وحصہ و عامہ وخاصہ و ا/ گوئی کہ پ ا در قسم چہار داخل m شد چہ* ا - درصورتِ ہا گوئیم کہ در اسلوب عربی ازیں الفاظ مصطفے وغیر آں تفاوت .آ ی را - ز یا کہ درا در حقیقت* ی ا - ؤ لف+ ل شدہ ؤ بجہت آں نوشتہ +* معلوم شود کہ اصل تحتانی ا - و دراں جا خود نیست و انچہ می گویند کہ* بصورت ہا - مجاز ا - حقیقت آ a کہ* را در رسم الخط درہم چو مقامات ہمیں صو* - گو بصورتے د V شدہ* شد و درصورت فارسی*+ ل شدہ ہا/ د+ ہ ا - اکنوں* ú+ ہ درنظیر ایں ا - کہ جمیع کلماتے کہ دراں تعلیل بکار میرود چوں* غ و قال و امثال آں واوٗ ا -* ی بود در ازیں عالم ا - تماشا وتمنا وتقاضا وتماشا کہ فارسیاں* لف خوا # و نویسند پس* لف محسوب شو+ ازیں بحث معلوم شد کہ در علم* ریخ رقمی حروف معتبر ا - گو خود بتلفظ *مدہ* شد* بصورت د V متلفظ شود چوں ایں مقدمہ معہد شد اکنوں شروع در مطلب úیم آرے *ے کے سخن از سخن ژ ئیم ہم،. سرِ مطلب خود ائیم ۔میگویم* ریخے کہ 5زمان شامی نوشتہ + یعنی (متو õ الی الکعبۃ الشریفۃ) ازاں قبیل ا - کہ تے کعبہ وشر f ہر دو د چہار صد اعتبار کردہ شود @ چہ اسلوب عربی واقع شدہ ا - بہ،. اسلوب فارسی چنا è* ریخے* لا نوشتم دریں صورت اعتراض بجا - دریں مصرع کہ نوشتہ+ *ے* ریخ گفت خضر کہ قد قامت الصلوٰۃ ۔ا/ صلوۃ را بلفظ m ت و ذات قافیہ کردہ +* اعتبار کردن وا. # ا - @ / فتن بیخبری ا - از قواعد ایں فن و ا/ H ہ وراہ و امثال آں قافیہ نمو+ پس در حساب@ محسوب خواہد شد۔(ملخص تسلیم ص ۴۴۔۴۵)

۲۶۔ مواد التواریخ از حاج حسین نخجوانی، کتاب فروشی ادبیہ تہران، ۱۳۴۳ھ ص ز

۲۷۔ دیکھیے : ' انہء عامرہ از غلام علی آزاد بلگرامی، مطبع منشی نول کشور، کاZ ر، ۱۸۷۱ء ص ۳۳۰

۲۸۔ جناب مو* حامد حسن قادری اینڈ دی آرٹ آف دی کرانو/ ام از خالد حسن قادری، انجمن پ یس، کراچی، ۱۹۸۸ء ص ۵۶

۲۹۔ سرود غیبی مسمیٰ بہ* ن* ریخ از محمد علی جو* ی مراد* دی، منشی نول کشور لکھنؤ، ۱۸۸۱ء، ص ۷

۳۰۔ ا۔ صنعت نگار ؤ* ریخ گو فارسی و اردو شاعر از سعید الظفر چغتائی ،فکر وÃ علی اَ ڑ ھ، مارچ ۲۰۰۱ء ص ۳۰

۳۱۔ بحر الفصا # از منشی نجم الغنی ، منشی نول کشور لکھنؤ ،ص ۹۹۶

۳۲۔ حاشیہ چمن # از ص ۶۰

۳۳۔ عندلیب* ریخ از سید مسعود حسن مسعود، اسرار کریمی پ لیس ،الہ ۴ د، ۱۹۶۳ء ،ص ۳۲

۳۴۔ ٠انہ ٕ عامرہ، ص ۴۶۰

۳۵۔ ایضاً ص ۳۴۵

۳۶۔ غرائ$ الجمل ص ۱۰۳

۳۷۔ دیکھیے: ایضاً ص ۱۰۵۔۹۵

۳۸۔ مکتوب بنام منشی نعیم الحق آزاد سنہ ۲۱ اپ یل ۱۸۹۳ء۔ مکاM امیر مینائی ،امیر مینائی مرتبہ احسن اللہ خاں* قب ،نسیم ۔ ڈپو لکھنؤ، جون ۱۹۶۴ء ص ۲۶۱

۳۹۔ ایضاً ص ۲۶۱